ماہنامہ

پیامِ عمل

لاہور

www.khwajalateefansari.com
Rekhta

ایک پیسہ یومیہ

سے قدرے زیادہ ادا کر کے آپ نصرت سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام
کا فرض انجام دے سکتے ہیں۔ صرف پانچ روپے سالانہ فیس رکنیت
لینے کے بعد سال بھر میں شائع ہونے والا انمول لٹریچر مع ماہنامہ
"پیامِ عمل" بلا طلب و بلا قیمت بھیجا جاتا ہے۔ اس لٹریچر کی مجموعی قیمت
سات روپے سے زائد ہوتی ہے۔ علومِ سرکار محمد و آلِ محمد
کی نشر و اشاعت کی یہ آسان ترین صورت ہے۔ اس سلسلے میں ہمارے
ساتھ تعاون کیجیے، خود ممبر بنیے، اعزا اور احباب کو ممبر بنائیے تا کہ
ہم سب کی مشترکہ کوششوں سے بیش بہا دینی خدمات انجام دی جا سکیں۔

الداعی الی الخیر

مینیجنگ ٹرسٹی

امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ (رجسٹرڈ) بھارت نگر اکرم روڈ لاہور

حسینی فنڈ

میں

عطیہ مرحمت فرما کر مرسلہ رقم سے دو چند قیمت کا لٹریچر
اردو۔ انگریزی۔ گجراتی۔ بنگالی۔ پشتو۔ سندھی اور عربی
زبان میں بھی مطلوب ہے (العبد منہائی اخراجات ڈاک) مجالس محرم سے قبل حاصل
کیا جا سکتا ہے۔ عاشقانِ حسین علیہ السلام سے استدعا ہے کہ وہ زیادہ
سے زیادہ حصہ لے کر کربلا کی عظیم قربانیوں کو ان کے اسباب و علل
کے ساتھ نشر و اشاعت میں ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ آج بھی حسینیت پر پردہ ڈالنے
کی ناکام کوششیں ہو رہی ہیں اس لیے ان کا تدارک ہمارا دینی فریضہ ہے۔
یقیناً اس علمی نصرت کا اجر ان کو مخدومۂ عالم کی درگاہِ احدیت
سے دلوائیں گی۔

الداعی الی الخیر

مینیجنگ ٹرسٹی

اور تم میں ایک جماعت ایسی ضرور ہو جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے، اچھی باتوں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے (آلِ عمران)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ

"پیامِ عمل" لاہور

جلد ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ شمارہ ۷
ستمبر سنہ ۱۹۶۶ء

ادارہ تحریر:-

خواجہ محمد لطیف انصاری
پروفیسر محمد صادق قریشی
وحید الحسن ہاشمی
انسر عباس زیدی
صفدر جعفری

بدل اشتراک

ممبرانِ خصوصی ... . پانچ روپے سالانہ
معاونینِ خصوصی - - دس روپے سالانہ
مربی ... یکصد روپے یکمشت یا دس روپے ماہوار
سرپرست ... پانچسو روپے یکمشت یا پچیس روپے ماہوار
فی پرچہ ..... ۱۹ پیسے

یکے از مطبوعات

امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ

اکرم روڈ پاک نگر لاہور

ترتیب

۱-	از رسالتِ دینِ ما آئینِ ما	ادار یہ	۴
۲-	محفل		۸
۳-	تفسیر قرآن	سرکار سید العلماء علامہ سید علی نقی النقوی صاحب قبلہ	۹
۴-	پردہ	ادیب اعظم سید ظفر حسن صاحب قبلہ	۱۱
۵-	سیدۃ نساء العالمینؑ	پیر حیدری القادری صاحب کراچی	۱۶
۶-	ذکرِ عاقبت	الحاج شیخ محمد شریف صاحب	۲۰
۷-	حضرت سید الشہداؑ	علامہ مہر جائسی ایم-اے	۲۲
۸-	واقعاتِ کربلا	حضرت خاور نوری	۲۳
۹-	جو دے نفس تو تولا صفات دے ساقی	رفیق رضوی	۲۴
۱۰-	نعت	محمد نواز رضوی مشہدی	۲۴
۱۱-	تبلیغی سرگرمیاں	شعبۂ تبلیغ	۲۵
۱۲-	"بنتِ زہراؑ دینِ حق ممنونِ احسان ہے ترا"	محمد حسن عسکری زیدی نادم	۲۶
۱۳-	اطلاعات	(ادارہ)	۲۷
۱۴-	سُن تو سہی		۳۰
۱۵-	میزان	تبصرہ کتب	۳۱
۱۶-	اشتہارات		

از رسالت دینِ ما آئینِ ما

(۳)

ہم نے پچھلے دو شماروں میں شانِ رسالت ؐ پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ اور بیان کیا ہے کہ حضور رسالتمآب ؐ احکامِ الٰہی پہنچانے کے لیے مامور من اللہ تھے۔ آپ تبلیغ احکامِ الٰہی میں کبھی اپنی خواہش کو دخل تک نہ دیتے تھے۔ قرآن پاک کی متعدد آیات سے استدلال کرتے ہوئے ثابت کیا تھا کہ رسول ؐ کا قول و فعل، ارادہ اور خواہش پابندِ حکمِ الٰہی ہوتے ہیں اس لیے اس کا ہر حکم امت کے لیے بلاچون و چرا واجب اطاعت ہوتا ہے۔ کوئی فرد خواہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اور کوئی حکومت خواہ وہ کتنی ہی پسندیدہ خلائق کیوں نہ ہو احکامِ رسول ؐ میں سرِ مو ترمیم و تنسیخ نہیں کر سکتی۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو اہلِ عالم کی نگاہوں میں خواہ وہ کتنا ہی ممدوح ہو جائے اور ساری دنیا ہی کیوں نہ اس کے احکام کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھے لیکن اللہ کی نظر میں وہ سرکش، باغی اور دائرۂ اسلام سے خارج متصور ہوگا۔

اس کے بعد یہ عرض کیا تھا کہ رسول ؐ تبلیغِ احکامِ الٰہی کے لیے کسی قسم کے جبر و تشدد، اثر و رسوخ یا طمع و لالچ کا استعمال نہیں کرتا بلکہ وہ احکامِ الٰہی کو نہایت واضح کر دیتا ہے اور اس کے بعد ان کی تعمیل امت کے منشاء اور مرضی پر چھوڑ دیتا ہے۔ یہیں سے انسان کا امتحان شروع ہوتا ہے۔ عقلِ انسانی احکامِ الٰہی کو صحیح اور درست تسلیم کر لیتی ہے لیکن انسانی خواہشات اور دنیاوی مصالح ان کی تعمیل میں حارج ہو جاتے ہیں پس سچا اور پکا مسلمان وہ ہے جو خدا و رسول ؐ کے احکام کے سامنے سرِ اطاعت جھکا دے اور جب حق واضح ہو جائے تو اسے بطیبِ خاطر قبول کر لے۔

پس معلوم ہوا کہ رسول ؐ تبلیغِ دین کے لیے نہ تلوار کو کام میں لاتا ہے اور نہ روپے پیسے کا لالچ دیتا ہے۔ رسول ؐ کے پاس سب سے بڑی قوت اس کا اخلاقِ حسنہ ہے جس کے ذریعے سے وہ نسلِ انسانی کے دلوں کی تسخیر کرتا ہے اور یہی اللہ کے دین کی تبلیغ کا نہایت مؤثر ذریعہ ہے۔ حضور سرورِ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنے اخلاقِ کاملہ سے عرب کے بدوؤں کے دلوں میں ایسا مقام پیدا کیا کہ وہ جوق در جوق اللہ کے دین میں اس طرح داخل ہوئے جس کی مثال پوری نسلِ انسانی کی تاریخ میں ملنا محال ہے۔ خود قرآن گواہی دیتا ہے، وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝ (قلم ۴) "اور بے شک آپ کے اخلاق بڑے اعلیٰ درجے کے ہیں۔" حقیقت یہ ہے کہ آپ کے حالاتِ زندگی پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ

آپ کے اخلاق کے اعلیٰ نمونے سیکڑوں نہیں ہزاروں لاکھوں تک پہنچے ہوئے ہیں بلکہ سچ یوں ہے کہ اور معجزات سے قطع نظر کر کے اسلام کی ترقی سب سے زیادہ آپ کے اخلاقِ حمیدہ کی وجہ سے ہوئی۔ اور یہی حضور کا سب سے بڑا معجزہ تھا۔ چنانچہ شیخ سعدی کہتے ہیں ؎

بہترین ہزار معجزہ اش
ادب نیک بود و خلقِ عظیم

چنانچہ سب سے پہلی محفل میں جہاں آپ نے اپنی رسالت کا اعلان فرمایا ہے وہ دعوت ذوالعشیرہ تھی جس میں آپ نے اپنے ستر کے قریب عزیز و اقارب کے سامنے اعلانِ رسالت کرنے سے قبل ان سے یہ سوال کیا تھا کہ کیا میں نے کبھی جھوٹ بولا ہے یا کسی کی امانت میں خیانت کی ہے؟ یہ سوال ایسے لوگوں سے تھا جو آپ کے قریبی عزیز تھے۔ اور آپ کے بچپن سے لے کر اس وقت تک کے تمام حالات و واقعات سے واقف تھے۔ غرض یہ کہ آپ کی زندگی کا کوئی واقعہ ان لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ تھا۔ رسول اللہؐ کی خاموش چالیس سالہ زندگی کا ایک ایک لمحہ ان کے سامنے تھا اگر آپ کی زندگی میں کوئی نقص یا عیب ہوتا تو یہ لوگ بلا کسی خوف و خطر کے بیان کر دیتے لیکن دنیا بھر کی تاریخیں گواہ ہیں کہ ان سب نے متفق ہو کر بہ یک زبان اقرار کیا:

"یا محمد انت صادق و امین" یعنی "اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ سچے بھی ہیں اور امانت دار بھی"۔

ان لوگوں کا اس طرح سے اقرار کر لینا حضور رسالتمآبؐ کی صداقت و امانت کا ناقابلِ تردید ثبوت ہے اور غالباً یہی وجہ تھی کہ آپ کی رسالت کا اعلان زندگی کے چالیس برس گزر جانے کے بعد کرایا گیا حالانکہ آپ اس وقت بھی نبی تھے جب کہ حضرت آدمؑ ابھی پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔ پس پروردگارِ عالم نے رسول اللہؐ کی رسالت کا کلمہ پڑھوانے سے پہلے آپ کی صداقت و امانت کا کلمہ پڑھوایا۔ "اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ" فضیلت ہوتی ہی وہ ہے کہ جس پر دشمن گواہی دیں"۔

جب وہ لوگ یہ اقرار کر چکے تو آپ نے مزید زور دینے کے لیے فرمایا کہ اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے دشمن چھپا ہوا ہے اور تم پر حملہ کیا چاہتا ہے تو کیا مانو گے؟ سب نے جواب میں یہ کہا کہ ہم ضرور اسے مانیں گے۔ کیونکہ کبھی کوئی کلمۂ کذب آپ کی زبان مبارک پر جاری ہی نہیں ہوا۔ یہاں تک اقرار کرا لینے کے بعد اب رسول اللہؐ نے اپنی رسالت کا اعلان فرماتے ہوئے خدا کا پیغام پیش کیا۔ یہاں کوئی غیر نہیں ہے۔ قریش کا بظاہر ایک معمولی فرد کھڑا ہوا اپنے قوم و قبیلے کے بزرگوں سے خطاب کر رہا ہے کہ دیکھو میں خدا کی طرف سے رسول بنا کر تم پر بھیجا گیا ہوں، اور تمہارے لیے ایسا پیغام لایا ہوں جس میں دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے دیکھو ایک خدا کی عبادت کرو جس کا کوئی شریک نہیں۔ بتوں کی پرستش ترک کر دو۔

اب ایک عجیب منظر تھا۔ کفارِ قریش رسول اللہؐ کی صداقت و دیانت کا اقرار کر چکے تھے اور آئندہ بھی ان کی بات ماننے کا وعدہ کر چکے تھے لیکن اب جو بات رسول اللہؐ نے فرمائی تھی باپ دادا کے دین کی محبت

اور ذاتی وقار کے باعث اسے ماننے کو جی نہ چاہتا تھا چنانچہ مشہور انگریز مورخ کارلائل لکھتا ہے کہ "مجمع پر ایسی مایوس کن خاموشی چھائی ہوئی تھی اور وہ اس طرح بے حس و حرکت بیٹھے تھے جس طرح ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں (یعنی انھوں نے اگر ذرا حرکت کی تو وہ اڑ جائیں گے)"

اگر حضور رسالت مآبؐ چاہتے تو اس موقع سے فائدہ اٹھا سکتے تھے یعنی ان پر اخلاقی دباؤ ڈالتے کہ تم اپنے وعدوں سے کیوں منحرف ہو رہے ہو؟ لیکن آپ نے اس قسم کا کوئی جملہ ارشاد نہیں فرمایا بلکہ کلام کا رخ بدلنے کے لیے یہ پوچھا کہ بتاؤ تم میں کون ایسا ہے کہ جو اس کام میں میری مدد کرے تاکہ اس دنیا میں میرا بھائی اور وصی اور میرے بعد میرا خلیفہ ہو جائے بات نہایت واضح تھی۔ ابھی اسلام کے سامنے سونے اور چاندی کے ڈھیر نہ لگے تھے۔ ابھی حکومتیں فتح نہ ہوئی تھیں۔ کوئی نہ جانتا تھا کہ یہ آواز جو خدا کے ایک نحیف و نزار بندے نے بلند کی ہے۔ دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل جائے گی یا صدا بصحرا ہو کر رہ جائے گی۔ اس وقت جو کوئی بھی مدد کے لیے اٹھتا وہ یقیناً خدا و رسولؐ کا سچا جاں نثار ہوتا۔ آج جس کا جی چاہتا رسولؐ کی امداد کا وعدہ کر کے ان تمام مراتب پر فائز ہو سکتا تھا یعنی رسولؐ کا بھائی، وصی اور ان کے بعد ان کا خلیفہ بن سکتا تھا۔

یہ جلسہ اس لحاظ سے بھی نہایت اہم تھا کہ اس میں اعلانِ رسالت کے ساتھ ساتھ اعلانِ خلافت بھی ہو رہا تھا اور وہ مسئلۂ خلافت جو بعد میں مسلمانوں میں بہت بڑے اختلاف کا سبب بننے والا تھا اس کا فیصلہ بھی ہو رہا تھا، یعنی خدا نے چاہا کہ جس جلسے میں اپنے محبوب کی رسالت کا اعلان کیا جائے اسی جلسے میں آپ کی خلافت کا بھی فیصلہ کر دیا جائے تاکہ حق کے متلاشی حضرات کے لیے رسالت و خلافت کے مسائل طے ہو جائیں اور رسالت اور خلافت میں کوئی فصل باقی نہ رہے۔

پس کارلائل کہتا ہے کہ اس مہر خاموشی کو ایک نوجوان یعنی ہمارے آقا و مولا امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے توڑا اور بارگاہِ رسالت میں یہ عرض کیا کہ میرے آقا میں آپ کی مدد کے لیے حاضر ہوں۔ اور جب تک میرے جسم میں خون کا آخری قطرہ باقی رہے گا میں آپ کی اور اللہ کے دین کی مدد کرتا رہوں گا۔ تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ علیؑ نے اپنے وعدے کو آخری سانس تک پورا کیا۔ رسول اللہؐ نے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ اے لوگو گواہ رہنا کہ یہ علیؑ میرا بھائی ہے۔ میرا وصی ہے اور میرے بعد تم میں میرا خلیفہ ہے۔ اس کا حکم سنو اور اطاعت کرو۔

اگرچہ ابوجہل وغیرہ نے اس بات کو مذاق میں ٹالتے ہوئے جلسہ منتشر کرا دیا لیکن آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے راہِ حق واضح ہو گیا۔ اور یہی واضح کرنا رسولؐ کا فرض ہے۔

ہمارے مطالبات

گزشتہ شمارے میں انھیں کالموں میں اس بات کی تصریح کی گئی تھی کہ ہمارے مطالبات قومی ہیں اور

www.khwajalateefansari.com

انھیں شیعہ اکثریت کی حمایت حاصل ہے لیکن کچھ عرصے سے چند "کالی بھیڑوں" نے بیک ورڈ حکومت کو یہ باور کرانے کی ناکام کوشش کی ہے کہ شیعوں کے وہی اصلی نمائندے ہیں اور دراصل شیعوں کا کوئی مطالبہ نہیں ہے۔

اس سلسلے میں ملتان میں جو قومی اجتماعات ہو رہے ہیں ہم ان کی پوری پوری تائید کرتے ہوئے یہ تحریر کرنا چاہتے ہیں کہ چند آدمیوں کی مخالفت کی وجہ سے شیعہ اپنے مطالبات سے ہرگز ہرگز دستبردار نہیں ہوں گے۔ کیونکہ یہ مطالبات ہماری زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ اور اگر حکومت نے شیعوں کے مطالبات پر ہمدردانہ غور و فکر نہ کیا تو اس کا لازمی نتیجہ بے چینی اور اضطراب ہوگا جس سے کیا نتائج برآمد ہوں گے سردست کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

جرائد قوم کی امانت ہوتے ہیں۔ ہم تمام شیعہ مدیرانِ جرائد سے التماس کرتے ہیں کہ وہ ایسے نام نہاد لیڈروں کا بلیک آؤٹ کریں اور ان کی رفتار و گفتار کا ہرگز ہرگز نوٹس نہ لیں۔ تمام شیعہ جرائد نے مطالبات کی حمایت میں قلمی جہاد شروع کر رکھا ہے۔ اس لیے اس نازک وقت میں انھیں زیادہ سے زیادہ محتاط اور چوکس رہنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ قوم کی ان کالی بھیڑوں کا آسانی سے قلع قمع کیا جاسکے۔

حکومت کی توجہ کے لیے

ضلع ڈیرہ غازی خاں

سے انجمن ترابیہ کے نائب صدر جناب غلام سرور صاحب مدظلہ نے ہمیں اطلاع دی ہے کہ امسال عید میلاد النبیؐ کے جلسوں میں حضرات اہلسنت نے اپنی دیرینہ روایت کے خلاف مذہب جعفریہ پر شدید نوعیت کے اعتراضات کرکے سارے شہر کی فضا مسموم کر دی ہے اور اس وقت دونوں گروہوں میں کشمکش کی موجودگی باعث فساد بنی ہوئی ہے۔ ہم اس سے قبل بھی انھیں کالموں میں یہ تحریر کر چکے ہیں کہ بعض شر پسند عناصر حکومت کو پریشان کرکے اپنا اُلّو سیدھا کرنا چاہتے ہیں۔ سیاسی میدان میں شکست کھا جانے کے بعد اب ان حضرات نے مذہبی میدان کو منتخب کیا ہے لیکن ہمیں یقین ہے کہ ایسے حضرات کی کارگزاری حکومت کی نظر میں کوئی وقعت نہیں رکھتی اور انھیں ایک نہ ایک دن پشیمان ہونا پڑے گا۔

شیعوں کا اپنا الگ عقیدہ ہے اور وہ اس پر چودہ سو سال سے گامزن ہیں۔ اب کسی کو ان کے مسلک پر اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے اور جو لوگ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں وہ پاکستان کے دشمن ہیں اور ہم حکام شہر سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ایسے بے عنان اشخاص کی نقل و حرکت پر کڑی نظر رکھیں۔

محفل

مکرمی تسلیمات!

معروضہ یوں ہے کہ میرے ایک مخلص دوست معترض ہیں کہ کلامِ پاک میں کسی مقام پر بھی چار رکعت نماز پڑھنے کا تذکرہ نہیں ہے۔ البتہ آیاتٌ "سباع مثانی" کی روشنی میں یہ اشارہ ضرور ملتا ہے کہ نماز میں صرف دو دفعہ دہرائی جاتی ہیں (یعنی صرف دو رکعت کا اشارہ)

برائے کرم قرآنِ پاک کے حوالہ سے یا ائمہ معصومینؑ کے اقوال کی روشنی میں دو رکعت سے زائد رکعت پڑھنے کا اگر کہیں ذکر آیا ہے تو معقول جواب سے مستفید فرمائیں، شکریہ۔

سید افتخار حسین نقوی، ممبری نمبر ۵۴۵۰

مذکورہ سوال کے جواب میں ایک کتابچہ اسی شمارہ کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔

(مدیر)

محترمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

امید ہے کہ مع متعلقین بخیر و عافیت ہوں گے اور خدمتِ دینِ مبین میں مشغول و منہمک ہوں گے۔ زاد اللہ توفیقاتکم۔

احوال آنکہ، جب سے نجف اشرف پہنچا ہوں مصروفیات میں اضافہ ہو گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے احباب کو خط نہ لکھ سکا۔ کئی مرتبہ ارادہ کیا کہ آپ کو خط لکھوں اور آپ کی ان زحمات، خلوص و محبت کا شکریہ ادا کروں جس کا مظاہرہ آپ نے ہمارے دورانِ قیام فرمایا، مگر ممکن نہ ہو سکا۔ بہرحال آپ کی مساعیٔ جمیلہ کا شکریہ تحت قبۂ مطہرہ حضرت ابو الائمہ علیہ السلام آپ کے حق میں دعاؤں کے ذریعے ادا کیا۔ تقبل اللہ اعمالکم وکثر اللہ امثالکم۔ آپ کو سنکر مسرت ہوگی کہ کچھ روز قبل امریکہ نیویارک کا ایک بہت باعلم انگریز حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ آقای حکیم مدظلہ العالی کے ہاتھوں پر مشرف بہ اسلام ہوا اور مذہب حقہ جعفریہ اختیار کیا۔ حضرت آیۃ اللہ مدظلہ نے اس کا نام شجاع حسین تجویز کیا۔ ایک گھنٹہ تک وہ آقا صاحب کی خدمت میں رہا۔ انگریزی سے ترجمہ کے فرائض بندہ نے ہی انجام دیئے۔ اسے اصولِ دین اور دوسرے احکام تعلیم دیئے گئے۔ موسن مذکور بہت خوش تھا کہ اس نے اپنی خواہش کے مطابق اسلام کے سب سے بڑے عالم کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا ہے اس کے مسلمان ہونے کی ایک بڑی وجہ مغربی جرمنی ہامبرگ کے دو شیعہ مسلمانوں کی اسلامی زندگی اور کردار سے متاثر ہونا ہے۔ حضرت آیۃ اللہ نے یہ سنکر امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ قول پڑھا کہ "دین کی طرف اپنے عمل سے دعوت دو نہ فقط قول سے۔" اس مومن نے حضرت آیۃ اللہ کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے ہوئے کہا کہ میں بہت خوش قسمت انسان ہوں کہ امام اوّل حضرت علی علیہ السلام کے مقدس جوار میں پہنچکر یہ سعادت حاصل کی ہے اور آج کا دن میرے لیے ایسا ہے جیسے آج ہی دنیا میں پیدا ہوا ہوں۔ اس کے بعد یہ شخص آدابِ زیارت انجام دینے کے بعد مشرف زیارت ہوا۔

(باقی بر صب)

www.khwajalateefansari.com
Rekhtadownload.com

سرکار سید العلماء علامہ سید علی نقی النقوی مجتہد العصر مدظلہ العالی

تفسیر قرآن

فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿٥٩﴾

"مگر ان ظالموں نے اس قول کے بجائے جو انھیں بتایا گیا تھا ایک دوسری بات بدل کر کہہ دی تو ہم نے ان ظالموں پر آسمان سے ایک بڑا عذاب نازل کیا، اس لیے کہ وہ برابر نافرمانی کرتے رہتے تھے"

انھوں نے بدل کر کیا کہہ دیا اس بارے میں قرآن تصریح نہیں کرتا، روایتیں ضرور ہیں مگر سند کے لحاظ سے بے اعتبار۔ تاہم سب سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ انھوں نے حکم الٰہی کا استخفاف کرتے ہوئے بطور تمسخر لفظ کو بدل دیا۔ یعنی حِطَّةٌ (توبہ) کے لفظ کو حِنْطَةٌ (گیہوں) کر دیا جس سے ان کی ذہنیت بھی ظاہر تھی کہ وہ گناہوں کی معافی کو کوئی چیز نہیں سمجھتے۔ اس کے بجائے "شکم پری" کو وہ زیادہ بہتر سمجھتے ہیں۔ یہ ایک لفظی بات نہ تھی بلکہ حکم عدولی ہونے کے ساتھ اہانت حکم و حاکم کی حیثیت اسے حاصل تھی۔ چنانچہ اس کی پاداش میں ان پر عذاب نازل ہو گیا۔[1] پھر قرآن مجید نے اس توہم کو دور کرنے کے لیے کہ اتنی سی بات پر آخر وہ عذاب کے مستحق کیونکر ہو گئے، عذاب کی وجہ بیان کی کہ بما کانوا یفسقون۔ یہ ماضی استمراری کا صیغہ ہے جس سے مطلب یہ نکلتا ہے کہ یہ ان کا فعل اگر اتفاقی طور پر ایک شرارت کی حیثیت رکھتا ہوتا تو اسے ایک وقتی شوخی قرار دے کر ٹالا بھی جا سکتا تھا۔ مگر وہ تھے ہی ایسے کہ برابر حکم عدولی کرتے رہتے تھے جس کا ایک مظاہرہ اس رکاکت آمیز صورت سے ہوا تھا۔ اس لیے اب ان پر عذاب نازل ہی ہو گیا۔[2]

وَإِذِ اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ ۖ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۖ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَشْرَبَهُمْ ۖ كُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِزْقِ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٦٠﴾

---

[1] الرجز في لغة العرب العذاب (طبری)

[2] بسبب فسقهم المستمر حسبما يفيده الجمع بين صيغتي الماضي والمستقبل (ابو السعود)

"اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی کی دعا مانگی تو ہم نے کہا کہ اپنا عصا اس چٹان پر مارو۔ بس اس میں سے بارہ ۱۲ چشمے پھوٹ نکلے۔ اس طرح کہ ہر گروہ نے اپنا اپنا گھاٹ الگ جان لیا۔ کھاؤ اور پیو، اللہ کے دیئے ہوئے رزق سے اور زمین پر خرابیاں پھیلاتے نہ پھرو۔"

مصر سے نکل کر فلسطین کے راستے میں ایک جگہ ایسی آئی جہاں دور تک پانی دستیاب نہ ہوا۔ بنی اسرائیل پریشان ہوئے اور خود پریشان ہو کر جناب موسیٰؑ کو سخت پریشان کیا اور توریت کہتی ہے۔ کہ:۔

"موسیٰ سے جھگڑنے لگے اور کہا کہ ہم کو پانی دے کہ پیویں۔ موسیٰ نے خداوند سے فریاد کر کے کہا کہ میں ان لوگوں سے کیا کروں؟ وہ سب تو مجھے ابھی سنگسار کرنے کو تیار ہیں۔" (خروج ۱۷: ۱-۴)

اس کے بعد ہے کہ:۔

"خداوند نے موسیٰ کو فرمایا کہ لوگوں کے آگے جا اور بنی اسرائیل کے بزرگوں کو اپنے ساتھ لے اور اپنا عصا جو تو نے دریا پر مارا تھا اپنے ہاتھ میں لے۔ تو اس چٹان کو مارو۔ اس سے پانی نکلے گا تا کہ لوگ پیویں چنانچہ موسیٰ نے بنی اسرائیل کے لوگوں کے ساتھ یہی کیا۔" (خروج ۱۷: ۵: ۶)

قرآن کے مخصصات میں سے ہے کہ اس نے چشموں کی تعداد بتائی ہے کہ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کی تعداد کے مطابق بارہ چشمے ظاہر ہوئے۔ عبدالماجد صاحب دریا بادی لکھتے ہیں کہ:۔

"بعض نادان مسیحیوں نے اس تعداد پر اعتراض کر دیا کہ یہ تو بائبل میں موجود نہیں۔ قرآن نے کہاں سے گھڑ کر کہہ دیا؟ قدرت نے سوال کا جواب بھی مسیحیوں کی زبان سے دلوایا، جارج سیل انگریزی میں قرآن کریم کا قدیم ترین مترجم ہے آیت کے حاشیے پر لکھتا ہے:۔

"ایک مسیحی سیاح جو وہاں ہو آیا ہے بتصریح بیان کرتا ہے کہ چٹان سے پانی بارہ مقامات سے نکلتا تھا۔" اور ایک دوسرے مسیحی سیاح کا مشاہدہ بیان کرتا ہے۔ "چٹان میں اس وقت ۲۴ سوراخ موجود ہیں جو بآسانی شمار کیے جا سکتے ہیں۔ ۱۲، ایک طرف میں اور ۱۲، ان کے مقابل جانب"۔ پادری ڈین اسٹینلی نے جو انیسویں صدی میں مسیحیت کے ایک ممتاز رکن ہوئے ہیں صدی کے وسط میں بائبل کے مقاماتِ مقدسہ کی جغرافیائی تحقیق کے لیے بنفسِ نفیس فلسطین اور اسکے ملحقات کا سفر کیا اور اپنے مشاہدات و تحقیقات پر ایک مستقل تصنیف شائع کی۔ اس میں اس چٹان کا ذکر کر کے لکھتے ہیں "یہ چٹان دس اور پندرہ فٹ کے درمیان بلند ہے۔ آگے کی طرف ذرا خمیدہ ہے اور اس سفینہ کے قریب سیجل کے وسیع وادی میں واقع ہے۔ شگاف اور دراز جا بجا پڑے ہوئے ہیں کچھ ہٹے ہوئے ہیں کچھ بڑے ہیں، کچھ چھوٹے۔ گنتی میں اگر سب کو لیا جائے تو بیس ہوتے ہیں اگر بعض کو چھوڑ دیا جائے تو دس۔ سب سے پہلے قرآن ہی نے حتمی طور پر بنی اسرائیل کے بارہ قبائل کیلئے بارہ چشموں کی تعداد بیان کی ہے یہ اشارہ انہی شگافوں کی طرف ہے۔"

شمس الواعظین ادیبِ اعظم سید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی

پردہ

(پردے کے موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن اب بھی یہ مضمون تشنہ ہے۔ ہم مولانا سید ظفر الحسن صاحب امروہوی کے شکر گزار ہیں جنھوں نے نہایت کاوش سے یہ مضمون تحریر کیا ہے۔ مومنین کے استفادے کے لیے شائع کیا جا رہا ہے۔ مضمون کا رخ خاص طور سے مومنات کی طرف ہے جو نئے فیشن میں بہہ کر اپنا اصلی جوہر کھوئے جا رہی ہیں۔ مدیر)

اس زمانے میں جبکہ مغربی تہذیب بُری طرح مسلمانوں کے دل و دماغ پر چھا چکی ہے پردہ کی موافقت میں کچھ کہنا غالباً آزاد خیال طبقہ کے نزدیک ایک ناقابلِ تلافی جرم ہو۔ جو کچھ لکھا جا رہا ہے بڑی احتیاط کے ساتھ۔ "انہیں ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو" انسانی تخیل کی نیرنگیاں ہوا کا جھونکا اور پانی کی موج ہے کہ پلک جھپکتے کہیں سے کہیں۔ عقل کے لیے اس سے زیادہ حیرت کا مقام نہیں کہ انسان کے لاشعوری انقلاب میں یہ سرعت کیوں ہے۔ ہر خیال کی نشو و نما ایک دو نہیں سیکڑوں دلیلوں کے سایہ میں پرورش پاتی ہے۔

ہر زمانہ میں ہر سوسائٹی اپنے عقائد کے ماتحت کچھ رسوم کو جاری کرتی ہے اور ان کو بلحاظ معاشرت و تمدن اور اخلاق و عادات مفید سمجھ کر بجالانا ضروری جانتی ہے۔ اس کے بعد آنے والی نسل انہی چیزوں کو مضر سمجھ کر بدلنے کی کوشش کرتی ہے اور اثباتِ مدعا کے لیے کچھ نئے دلائل تراش لیتی ہے۔ تیسری نسل ایک اور نیا خیال پیدا کر کے پہلے دونوں عقیدوں کے استیصال پر آمادہ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح دنیا میں برابر انسانی خیالات بدلتے رہتے ہیں اور ہر زمانے کے لوگ اپنے ہی عقیدے کو حق بجانب جانتے ہیں۔ دلیلیں ہر گروہ کے پاس ہوتی ہیں۔ اب کون بتائے کہ کس زمانے کا عقلی فیصلہ قابلِ تغیر و تبدل نہیں۔ ازل سے یہی ہوتا چلا آ رہا ہے اور قیامت تک ہوتا چلا جائے گا۔ اس صورت میں اہلِ مذاہب کو اپنے عقیدے بنانے یا بگاڑنے میں خدائی فیصلے کو رہنما بنانا چاہیے۔

ایک زمانہ وہ تھا کہ مسلمان اپنی عورتوں کو پردے میں رکھنا خدا و رسولؐ کا حکم سمجھتے تھے۔ جن لوگوں سے شرعاً نکاح درست ہے عورتیں ان کے سامنے ہونا گناہ سمجھتی تھیں۔ جسم کا دکھانا تو ایک طرف نامحرم کو اپنی آواز تک نہ سناتی تھیں۔ اگر گھر سے باہر جانا ہوتا تو امراء کی عورتیں فنسوں میں اور غرباء کی ڈولیوں میں نکلتیں۔ مردوں سے زیادہ عورتوں کو پردہ داری کی فکر تھی اور عورتوں سے زیادہ مردوں کو۔ شرفاء کی عورتوں کا یہ طرۂ امتیاز تھا۔ اعلیٰ سوسائٹی کی یہ بھی ایک نمایاں خصوصیت تھی۔ گھر کی چار دیواری جس کو آج زندانِ یوسف یا حبسِ بے جا سے تعبیر کیا جاتا ہے اس زمانے کی شرافت پناہ مستورات کے لیے بہترین تفریح کی جگہ اور راحت

کا مقام تھا۔ نہ ان کو خفقان ہوتا تھا نہ تپ دق کی بیماری۔ اسی چار دیواری میں مقید رہ کر ہنسی خوشی اپنی زندگی کے دن گزار دیتی تھیں بلکہ ان کو اس تصور سے تکلیف ہوتی تھی کہ بے پردہ گھر سے باہر نکلیں یا ایسی حالت میں کہ ان کے جسم کا کوئی حصہ نامحرم کی نظر کے سامنے آجائے۔ کیا اس زمانہ کے مرد و عورت سب ہی احمق تھے کہ ان نقصانات پر کبھی بھولے سے بھی غور نہ کیا جو مخالفین پردہ اس زمانے میں بیان کرتے ہیں؟ اگر یہ مان لیا جائے کہ وہ سب احمق تھے تو اس زمانہ والوں نے اپنی معصومیت کا سرٹیفیکیٹ کس سے حاصل کر لیا ہے اور اپنی اصابت رائے کی سند ان کو کہاں سے مل گئی ہے۔ ممکن ہے آنے والی نسلیں انکی بے عقلی کا اسی طرح ماتم کریں جس طرح اپنے بزرگوں کی حماقت پر اس زمانے کے آزاد خیال اور روشن دماغ لوگ رو رہے ہیں۔

ایک دو نہیں سیکڑوں باتیں ایسی ہیں کہ انسان ان کو محض تقلیداً اختیار کر لیتا ہے اور کبھی ایک سکینڈ بھی ان کے نفع و نقصان پر غور کرنے کے لیے مخصوص نہیں کرتا۔ بلکہ وہ غور و خوض کرنا ضروری ہی نہیں سمجھتا۔ ایسے فیصلے ماحول کی زنگ خوردہ ذہنیتوں کے ہمیشہ سے ہوتے چلے آئے ہیں۔ کوئی نئی بات نہیں۔ ایک مسلمان کے بچہ سے پوچھیے گوشت کھانا کیسا ہے وہ بے تامل جواب دیگا، دنیا میں اس سے بہتر غذا ہی نہیں۔ جب تک گوشت نہ ہو پیٹ بھر کر روٹی کھا ہی نہیں سکتے۔ یہی سوال ایک ہندو سے کر دیجیے تامل کہے گا کہ یہ تو مہا پاپ ہے۔

یہ دونوں جواب عقل صحیح کے فیصلے کے مطابق نہیں، بلکہ زنگ خوردہ ذہنیت کے نتائج ہیں۔ گوشت میں کچھ فائدے بھی ہیں کچھ نقصان بھی۔ زیادہ کھانا اکثر امراض کو پیدا کر دیتا ہے اسی لیے جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اپنے شکموں کو حیوانات کا مقبرہ

نہ بناؤ۔ اس کو چھوڑیئے۔ لباس انسانی پر ایک نظر ڈالیے۔ آئے دن فیشن بدلتے رہتے ہیں اور ہر زمانے میں ان کے پسندیدہ ہونے پر سو دلائل قائم رہتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ لوگ تمام جامہ جیسا لمبا چوڑا لباس پہنتے تھے۔ اس زمانے کی سوسائٹی کے ہر طبقہ میں وہی مقبول تھا۔ پھر لوگوں نے اسکو نظر انداز کر کے اچکن، چکن اور چغہ ایجاد کیے۔ دنیا والے اسی کو پسند کرنے لگے اور اس کی فضیلت پر ہزار دلیلیں بیان ہونے لگیں۔ اس کے بعد کوٹ پتلون اور شیروانی نے جگہ لے لی عقل انسانی اسی لباس کی تعریف میں قصائد پڑھنے لگی۔ اب فرمایئے کس زمانے کے لوگوں کو عقلمند کہا جائے اور کس زمانے والوں کو احمق، کودن اور ناسمجھ۔ لباس کی غرض و غایت کیا ہے؟ شریعت اسلامی نے اس کے لیے کیا حدود قائم کی ہیں اس کی کسے خبر۔ جس روش پر دو چار بڑے آدمی چل پڑے عام لوگوں نے بے سوچے سمجھے انہی کی پیروی شروع کر دی۔ پھر بھیڑیا دھسان کو کہتے ہیں۔ صدیوں مسلمان پردہ کے حامی رہے۔ مخالفت میں کسی نے لب نہ ہلایا۔ بڑے بڑے علماء، بڑے بڑے فلاسفر بڑے بڑے ذی علم اس دنیا میں آئے اور گزر گئے۔ اس مسئلہ پر کسی نے بحث نہ کی۔ غالباً اس کی یہی وجہ ہوگی کہ مستورات کے لیے انھوں نے اس چیز کو حد درجہ مفید سمجھا ہوگا۔ ورنہ کوئی تو اس کے خلاف بولتا۔ ترقی کی آرزو اسی زمانہ سے مخصوص نہیں۔ ہر زمانے کے لوگ اس کے خواہشمند رہے ہیں۔ ہاں اتنا فرق ضرور ہے کہ پہلے اس میدان کا شہسوار صرف مرد تھا، اب مرد اپنی کمزوری محسوس کر کے عورتوں سے مدد کا طالب ہے۔ پہلے وہ کما کر عورتوں کو د تھا اب اس کا متمنی ہے کہ عورتیں اسکو کما کر کھلائیں یا کم از کم اس آدھا بار اپنے کندھوں پر اٹھالیں۔ یہ انسانی نظریے ہیں جو لو ہی فلا بازیاں کھایا کرتے ہیں جس طرح آندھی کے رخ اور در

ے بہاؤ کو پلٹ دینا انسانی طاقت سے باہر ہے اسی طرح انسانی یلات کی یہ شوریدہ سری اور ہرزہ گردی بھی کسی کے روکے ے نہیں رُک سکتی۔ جب تک انگریز کا قدم ہندوستان میں نہ آیا تھا دہ عورتوں کی شرافت اور حیا کا ایک ممتاز نشان تھا۔ انگریزی تہذیب ے اس پر تیشۂ جادو مارا اور اپنی عورتوں کو بے پردہ بازاروں ں گھما پھرا کر کلبوں میں لے جا کر، بال روم میں نچا کر ان نگاہوں و للچا دیا۔ جو اسلامی فلسفۂ حجابات کے مطالعہ سے بے بہرہ تھیں پنی تہذیب کا جو بیج انگریز نے یہاں کے باشندوں کے ل و دماغ میں بویا تھا وہ ڈیڑھ سو برس کے اندر ہلکے ہلکے نشو و ما پاتا رہا۔ آخر اب وہ اتنا بڑا درخت بن گیا کہ کلہاڑیوں سے اٹے نہیں کٹتا۔ انگریز تو یہاں سے چلا گیا مگر اپنی تہذیب کی جڑ ایسی جما گیا کہ صدیوں تک ہلتی نظر نہیں آتی۔ الا ماشاءاللہ۔ ایک پردہ ہی کا رونا نہیں، اسلامی معاشرہ کی رگ رگ مغربی تہذیب کے زہر کو پوری طرح چوس چکی ہے۔ اب اس کے خلاف سوچنے والا دنیا کا ایک احمق ترین انسان ہے جس کو اس تمدن و معاشرہ میں زندہ رہنے کا حق نہیں۔

پہلے اس تہذیب کے دلدادہ صرف مرد بنے تھے۔ کوٹ پتلون ٹائی کالر وغیرہ کو شرفِ قبولیت بخشا تھا۔ اس کے بعد یہ غازہ تقلید عورتوں کے چہروں پر بھی چمک دکھانے لگا۔ میموں کے ہونٹوں سے لپ اسٹک اور رخساروں سے پوڈر انھوں نے بھی اڑا لیا۔ جب سوچ بچار کے بعد تقلید ضروری ہی سمجھی گئی تو پھر چہرہ سے نقاب بھی اُلٹ گئی۔ کیونکہ زیبائش کو چھپا کر رکھا تو فائدہ کیا ہوا۔ ایک خاص انداز کا سیاہ برقعہ کسی عالی دماغ خیاط نے ایجاد کیا۔ وہ اس لیے نہیں کہ جسم کو چھپائے بلکہ اس لیے کہ قیمتی لباس کا گرد پوش بنے۔ زیادہ لکھتے ڈرتا ہوں کہ آزاد خیال لیڈیاں، محترم خواتین بگڑ اٹھیں گی اور لعن طعن سے میرا کلیجہ چھلنی کر دیں گی۔ مجھے تمام مسلمان خواتین سے بحث نہیں بلکہ جو کچھ لکھ رہا ہوں محض شیعہ خواتین کو دعوتِ غور و فکر دینے کے لیے۔ ایک درد ہے کہ رہ رہ کر دل میں اٹھتا ہے جب یہ دیکھتا ہوں کہ ان پردہ نشین خواتین کی بہو بیٹیاں جن کا آنچل بھی کسی نامحرم نے نہ دیکھا تھا جو سختی سے پردہ کی پابند تھیں آج کھلے منہ بازاروں میں پھرتی ہیں۔ سنیما دیکھتی ہیں۔ فرحت گاہوں کی سیر کرتی ہیں، کیا ذہنیت کا یہ انقلاب ایمانی دائرہ میں کچھ کم تشویشناک نہیں۔

یہ کیسا زمانے کا عظیم الشان انقلاب ہے کہ وہ عورتیں جو مذہب میں مردوں سے زیادہ راسخ کہی جاتی تھیں، جو مذہبی رسوم و قیود کو کسی حالت میں ترک کرنا پسند نہ کرتی تھیں جو مردوں کو مذہبی احکام کی بجا آوری پر مجبور کرتی تھیں آج وہی مذہب سے دست بردار ہو رہی ہیں، وہ مردوں سے زیادہ مغربی تہذیب کی دلدادہ بنی ہوئی ہیں۔ ایسی صورت میں قوی اندیشہ ہے کہ یہ رہا سہا اسلام بھی چند روز بعد کہیں دنیا سے رخصت نہ ہو جائے۔ سب کچھ تو جا چکا اور یہ سفیدی جو تھوڑی سی باقی ہے۔ بظاہر اس کے رہنے کے آثار بھی نظر نہیں آتے۔ میں اس مضمون میں اپنی ماں بہنوں اور بیٹیوں سے جو کچھ کہنا چاہ رہا ہوں وہ طنز آمیز لہجہ میں نہیں بلکہ نہایت عاجزانہ ہمدردانہ اور مخلصانہ طریقہ پر۔ مجھے امید ہے کہ محترم خواتین میرے اس مضمون کو ٹھنڈے دل سے پڑھیں گی۔ اگر معقول بات ہے تو مان لیں ورنہ ایک مجنون کی بکواس سمجھ کر چھوڑ دیں اور جو روش ان کو پسند ہے شوق سے اس پر قائم رہیں۔ میں چند سوالات قائم کر کے ان کے جوابات پیش کرتا ہوں۔ الٰہی دل نشینی کی تاثیر دینے والا تو ہی ہے۔ جو کچھ لکھ رہا ہوں تیرے پاک دین کی حفاظت اور ایمان کی حمایت میں، بگڑوں کو تیرے سوا

کوئی نہیں بنا سکتا اور گمراہ کو تیرے سوا کوئی راہِ راست پر نہیں لا سکتا۔

اس سلسلے میں سب سے پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آزادی جو مردوں کا فطری حق ہے اگر عورتوں سے سلب کر لیا جائے تو یہ مردوں کی انتہائی ظالمانہ روش ہوگی۔ اسلام فطری دین ہے اگر مقتضیاتِ فطرت پر اسی کی چھری چلتی ہے تو اس کو خدا کا دین کہنا لفظ کا غلط استعمال ہے۔ جب مرد و عورت کی ایک فطرت ہے تو دونوں کو یکساں آزاد رہنا چاہیے۔ کوئی وجہ نہیں کہ مرد تو کھلے بندوں آزاد پھرے اور عورت قفس کی تیلیوں سے جھانکنے کی اجازت بھی نہ پائے۔ اس میں شک نہیں کہ اس سوال کا ایک رخ نہایت دلفریب ہے اور مرد کی ظلم پسندی کا کھلا ثبوت۔ لیکن دوسرا رخ اس درجہ بھیانک ہے کہ اس کے تصور سے کلیجہ لرزتا ہے۔ آزادی ضرور اچھی چیز ہے مگر ایسا عام قانون نہیں کہ ہر محل و موقع پر اس کو تسلیم کرایا جا سکے۔ جب مرد کو آزاد کہا جاتا ہے وہ بھی ہزار قیود کا پابند ہے۔ اگر بالکلیہ آزادی کی راہ میں خطرات کے ہزار کانٹے بچھے نہ ہوتے تو مرد و عورت دونوں کے قدم مساوی حالت میں اس منزل کو سر کر سکتے تھے۔ نگاہوں کی سحر کاری، حسن و عشق کی فتنہ پردازی دنیا کے دل میں جو طوفان اٹھاتی ہے کون نہیں جانتا۔ روئی میں آگ آسانی سے بجھ جاتی ہے مگر دل کی لگی کو اللہ ہی بجھائے تو بجھے۔ ننگ و ناموس، حیا و شرم، شرافت و عفت سب جل بھن کر خاک ہو جاتے ہیں۔ کدھر سے آگ لگی اور کیسے لگی اس کو تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے مگر اٹھتا دھواں سب دیکھ لیتے ہیں۔ فطرت کا ایک ہونا اس کا ضامن نہیں کہ آزادی میں مرد و زن دونوں یکساں ہیں۔ شاید ایک مثال سے یہ بات کچھ سمجھ میں آجائے۔ انسانی جسم کے تمام اعضاء ایک ہی مشین کے کل پرزے ہیں۔ ایک ہی آب و ہوا میں ان کی نشو و نما ہوتی ہے۔ ہر عضو صاحبِ حس ہے لیکن عقلِ انسانی ان سب کے ساتھ یکساں سلوک روا نہیں رکھتی۔ ہر مکتبِ خیال کا انسان، ہر طبقہ کا آدمی، ہر سوسائٹی کا ممبر، ہر قوم کا فرد سترِ عورتین کو ضروری جانتا ہے۔ شدید گرمی میں وہ اور سب اعضاء کو کھول دیتا ہے مگر اپنا آگا پیچھا چھپائے رکھتا ہے آخر اس کی کیا وجہ ہے، کیا اس کے جسم کے یہ بے حس اعضا ہیں؟ کیا کھلی ہوا کھانے کو وہ پسند نہیں کرتے؟ کیا ان کی فطرت اور اعضاء سے جدا ہے؟ کیا وہ کسی اور مادے کے بنے ہوئے ہیں؟ اگر بلحاظِ فطرت ان میں اور دیگر اعضاء میں کوئی فرق نہیں تو کیا ان غریب اعضاء پر یہ ظلم نہیں کہ سب تو آزادی سے ہوا کھاتے پھریں اور یہ پردہ میں گھٹ گھٹ کر مریں، پسینہ میں ڈوب ڈوب جائیں۔ ان پر یہ سختی یہ ظلم کہ پہروں سے ذرا دیر کو بھی نقاب نہ ہٹے۔ اور اگر بے احتیاطی سے ذرا دیر کے لیے بے نقاب ہو جائیں تو دنیا قہقہے لگائے غضب آلود نگاہوں سے دیکھے، بے حیا، بے غیرت، لچا، شہدا صاحبِ اعضاء کو کہہ کہہ کر پکارے، لوگ اس کی طرف سے منہ پھیر لیں آخر یہ فرق کیوں ہے؟ سب اعضاء کو یکساں آزادی کیوں نہیں دی جاتی؟ آخر کچھ تو فرق ہے، کوئی تو گہرا راز ہے۔ لاکھوں میں ایک انسان بھی اس آزادی کو پسند نہیں کرتا۔ معلوم ہوا کہ کوئی ایسا قوی خطرہ ہے کہ ہر جگہ اور ہر موقع پر اس سے بچنے کا خیال رہتا ہے۔ اگر ان اعضاء کو کھولا بھی جاتا ہے تو کسی ایسی محفوظ جگہ میں جہاں کوئی ایک نظر بھی اس کو دیکھنے والی نہ ہو۔ اس سے پتہ چلا کہ آزادی ضرور اچھی چیز ہے مگر محل اور موقع سے۔ عورت کو اسی لیے پردہ میں رکھا جاتا ہے کہ ہوا پرستوں سے اس کی عصمت و عفت کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہو۔

www.khwajajateefansari.com RekhtaDownload.com

دوسرا سوال یہ ہے کہ مردوں اور عورتوں کے اخلاق پر ہم کو کیوں بھروسہ نہیں۔ یہ بدگمانی اور شک پروری شریعت کے دائرہ میں کیا گناہ نہ ہوگا؟ بیشک ہم کو ہر مومن مرد و عورت کے اخلاق پر بھروسہ ہے لیکن شیطانِ لعین کی کارستانی اور ہوائے نفسانی کی بدعنوانی پر نہ آج تک کسی ذی عقل کو اعتماد ہوا نہ قیامت تک ہوگا۔ نیت بگڑتے ہی فرشتے بھوت اور حوریں دشمنِ ننگ و نام نظر آنے لگتی ہیں۔ جذبات کے ہولناک طوفانوں میں اعتبار و اعتماد خس و خاشاک کی طرح بہ جاتے ہیں۔ جب دل کے کاشانہ میں محبت کی آگ لگتی ہے تو عقل و فہم، ہوش و حواس سوکھی لکڑیوں کی طرح جلتے نظر آتے ہیں۔ اور پارسائی کے دامنوں سے وہ حیرت انگیز شعلے اٹھتے ہیں کہ حسنِ ظن کی آنکھیں شرم سے نیچی ہو جاتی ہیں۔ اعتماد بہت اچھی چیز ہے۔ ہونا چاہیے اور ضرور ہونا چاہیے مگر کسی ہولناک نقصان کا خطرہ، جگر سوز مصیبت کا اندیشہ اس کا مقتضی ہوتا ہے کہ احتیاط کے کسی پہلو کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ کون ہے جس کو اپنے افرادِ خاندان پر اعتماد نہیں یا ان کی ہمدردی و غمخواری پر بھروسہ نہیں لیکن عملاً ہم اس اعتماد کو معمولی معمولی چیزوں کے مقابل کھو بیٹھتے ہیں مثلاً روپیہ پیسہ یا زیور وغیرہ ہم ٹرنکوں میں محفوظ کرتے ہیں۔ آئرن سیفوں کے اندر چھپا چھپا کر رکھتے ہیں کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ گھر والوں پر اعتماد کرکے، عزیزوں کے اخلاق پر بھروسہ کرکے یوں ہی کھلا چھوڑ دیں اگر ہم کو ان پر اعتماد ہے تو اس کو پردہ میں چھپا کر رکھنا کیا معنی؟ کیا یہ ان کی دیانت و ایمانداری پر کھلی بدگمانی نہیں؟ جن لوگوں کو کبھی آپ نے چوری کرتے نہیں دیکھا، جن کی بگڑی نیت کا کوئی ثبوت آپ کی نظر میں نہیں آپ آخر کیوں ان سے اس قدر بدگمان ہیں کہ اپنی پونجی کے چہرہ سے نقاب نہیں اٹھاتے۔ کسی کے سامنے اسے نکال کر نہیں بیٹھتے۔ دور کے عزیزوں کا کیا ذکر، بھائی بھائی سے چھپاتا ہے۔ چچا بھتیجے سے، ماموں بھانجے سے، ذرا فرمائیے یہ پردہ داری ہے کیوں؟ اسی لیے تو، شاید کسی وقت کسی کی نیت بگڑ جائے اور وہ ہاتھ مار دے۔ مقتضائے عقل یہی ہے کہ ایسا موقع آنے ہی نہ دیا جائے۔ مجھے اس موقع پر یہ کہنے دیجیے کہ روپے پیسے کے معاملے میں جسے کھو کر آپ پھر پا سکتے ہیں آپ اس قدر احتیاط برتتے ہیں کہ اپنوں پر بھی اعتماد نہیں کرتے، مگر افسوس عورتوں کے بارہ میں غیروں کے مقابل بھی آپ کی یہ احتیاطی تدابیر عمل میں نہیں آتیں۔ حالانکہ آبرو ایسی چیز ہے کہ جانے کے بعد پھر واپس نہیں آتی۔ کھو گئی سو کھو گئی۔ کیا علاج ہے ان شوریدہ سر نوجوانوں اور بدکردار انسانوں کا جو عفت کی دیویوں اور عصمت کی پریوں کو جن کی حیا آگیں نگاہیں کبھی کسی غلط زاویہ کی طرف نہیں جھکتیں اپنی ہوس رانی کا شکار بنانا چاہتے ہیں اور جب قابو نہیں پاتے اور شکار کو اپنی زد سے باہر نکلا دیکھتے ہیں تو افترا پردازیوں کا طومار باندھ کر سوسائٹی میں بدنام کرنے کا بیڑا اٹھاتے ہیں۔ پھر کیا ہے جتنے منہ اتنی باتیں۔ بات کا بتنگڑ اور پھانس کا بانس بن جاتا ہے۔ گھر گھر چرچے ہوتے ہیں اور نیچ لات کو دوڑ دھوپ کے لیے ایک میدان ہاتھ آ جاتا ہے۔ ایسے ہولناک خطروں سے بچنے کے لیے غالباً عقلی فیصلہ یہی ہوگا کہ احتیاط سے کام لیا جائے۔

(باقی آئندہ)

حکیم پیر حیدری القادری کراچی

سیّدۃ النّساء العٰلمین علیہا سلام اللہ

آپ جنابِ ختمی مرتبت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بوستانِ زیست کا واحد و یکتا ثمرِ خوشخصال ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت اس وقت ہوئی جبکہ کفارِ مکہ حضور سرورِ عالم کو بے اولاد اور منقطع النسل کہہ کر پکارتے تھے۔ جناب الٰہی نے سورۂ کوثر کے ذریعے آپ کی تسکین فرمائی اور مجموعۂ خیر کثیر دخترِ عطا کی۔ آپ جناب رسولِ خدا صلعم کی اکلوتی بیٹی ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نے ہر صفت و کمال سے آراستہ اور ہر نقص و عیب سے مبرا فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو طاہرہ و طیبہ اور معصومہ و ذکیہ وغیرہ کے القابات سے یاد کیا جاتا ہے اور سیدۃ النساء العٰلمین ہونے کا شرف صرف آپ ہی کو حاصل ہے۔ عورتوں کے تمام خصائلِ سعیدہ اور اوصافِ حمیدہ آپ کی ذاتِ اقدس میں یکجا مجتمع ہونے کی بنا پر جناب رسالتمآبؐ نے یہ عظیم الشان لقب عطا فرمایا۔ چنانچہ آپ کے شمائل و خصائل عورتوں کی زندگی کے ہر ایک شعبہ میں مشعلِ ہدایت ہیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے سوائے سیدہ فاطمہ زہراؑ کے کسی عورت کو جناب سرورِ عالم کے حرکات و سکنات اور شمائل و خصائل کا کامل نمونہ نہیں دیکھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جیسے جناب نبی کریمؐ مردوں میں اکمل الکاملین تھے اسی طرح عورتوں میں جناب سیّدہ اکمل تھیں یعنی دنیا کی عورتیں جناب سیّدہ کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر ہی دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکتی ہیں۔ جس عورت کی زندگی کا مقصد از شکمِ مادر تا دمِ واپسیں خدا تعالیٰ کی تعلیم پر ہی عمل گزاری ہو اور جس نے کبھی بھول کر بھی احکامِ الٰہی سے سرِ مو انحراف نہ کیا ہو اور جس کی زندگی کا مقصد اطاعتِ رسولؐ کے سوا اور کچھ نہ ہو وہی عورت اپنے ابنائے جنس کے لیے بہتر و پاک نمونہ ہو سکتی ہے۔ یہ شرف صرف جناب سیّدہ ہی کو حاصل ہے۔ آپ کی تعلیم و تربیت جناب ہادیٔ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش مبارک میں ہوئی اور پھر جناب خدیجۃ الکبریٰؓ ام المومنین جیسی سابق الایمان پاک بی بی کی تربیت حاصل کی۔ جناب سیّدہ نے سنِ ننھی سے والد بزرگوار کی قبا میں کھجور کی چھال کے پیوند لگے دیکھے اس لیے آپ کی ردائے مبارک بھی پیوندوں سے اٹی پڑی تھی۔ آپ نے یہ بھی محسوس کیا کہ والدہ محترمہ باوجود دولت مند ہونے کے معمولی غذا اور سادہ لباس زیبِ تن فرماتی ہیں اور اپنا مال و دولت غربا و مساکین اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں خرچ کرتی ہیں اور والدین خود بھوکے رہ کر فاقہ کشوں کی دستگیری فرماتے ہیں اور ہر وقت و ہر حال میں خدا تعالیٰ کا شکر بجا لانے میں مصروف رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جناب سیّدہ میں یہ اوصاف و کمالات بدرجہ اتم پائے جاتے تھے۔

جناب زہرا علیہا الصلوٰۃ والسلام کی شادی بھی ایسے شخص سے ہوئی جو خدا کا برگزیدہ ولی اور امام المتقین تھا۔ وہ طیب و طاہر، معصوم اور افضل الصدیقین تھا۔ جس نے آغوشِ رسالت میں پرورش پائی۔ اس کی تعلیم، تعلیمِ رسولؐ تھی۔

جس کی زندگی کا ہر ایک لمحہ صحبتِ رسولؐ میں گزرا جو قرآنِ مجید کی عملی تفسیر تھا۔ جو حیدر و صفدر، اسد اللہ الغالب و ید اللہ اور کرم اللہ وجہٗ کے القاب سے آراستہ تھا۔ اس کا بزرگ ترین نام علیؑ تھا جس نے اپنی جان کو تحفظِ اسلام کے لیے وقف کر دیا تھا۔

وہ اسلام کی ہر مشکل اور ہر مصیبت میں کام آنے والا تھا۔ وہ نبیؐ کا سچا غمگسار اور جان نثار دوست تھا۔ جناب نبی کریمؐ نے بحکمِ خدا جس نوعیتِ اسلامی سے اپنی نورِ دیدہ کی شادی کی وہ مسلمانوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ حضرت مولائے کائنات علیہ السلام نے اپنی زرہ فروخت کرکے مہر کی رقم ادا کی جس سے یہ جہیز خریدا گیا۔ ایک معمولی قمیص، ایک نقاب ایک ردا، ایک سیاہ کمبل، ایک چکی، ایک چوبی پیالہ، ایک مشک چرمی، ایک چٹائی، ایک لوٹا، گلی، دو آبخورے، یہ تھا کل شہزادیٔ شاہِ کونین کا جہیز۔

مدارج النبوۃ میں ہے کہ شادی کے بعد حضور سرورِ دو عالمؐ نے بیٹی اور داماد کے حق میں یہ دعا مانگی کہ اے اللہ فاطمہؑ اور علیؑ کی ذریت کو شرِ شیطان سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ الٰہی ان دونوں کی ذریت طیب و طاہر پیدا کر اور حضرت فاطمہؑ سے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر دو شخصوں کو برگزیدہ کیا جن میں سے ایک تیرا باپ اور دوسرا تیرا شوہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرمؐ کی دعا کو قبول فرمایا۔ اور امام حسنؑ و امام حسینؑ طیب و طاہر اور معصوم دو فرزند عطا فرمائے۔ جو ازروئے شریعت اور باعتبارِ نسل حضور سرورِ کائناتؐ کے فرزند کہلائے۔ اور ان چار تن نامدار کی محبت امت پر فرض قرار دی۔ چنانچہ سعید ابن جبیرؓ سے مروی ہے کہ جب آیت قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ نازل ہوئی تو لوگوں نے جناب رسالتمآبؐ سے دریافت کیا کہ آپ کے وہ کون قریبی ہیں جن کی مودت ہم پر واجب کی گئی ہے۔ جناب سرورِ عالمؐ نے فرمایا کہ "فاطمہؑ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے جناب زہراؑ کو تکلیف دی یا غضبناک کیا اور اضطراب میں ڈالا اس نے مجھے تکلیف دی اور رنج پہنچایا اور اضطراب میں ڈالا" (بخاری و مسلم) نیز حضرت زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریمؐ نے حضرت علیؑ و حضرت فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام سے فرمایا کہ "جس سے تم لڑو، میں بھی اس سے لڑوں گا اور جس سے تم صلح کرو میں بھی اس سے صلح کروں گا" (ترمذی) حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، دنیا بھر کی عورتوں میں صرف چار عورتیں افضل ہوئی ہیں ان کے فضائل معلوم کر لینا تیرے لیے کافی ہیں۔ (۱) مریمؑ بنت عمران (۲) آسیہ زنِ فرعون (۳) خدیجہؑ بنتِ خویلد (۴) فاطمہؑ بنت محمدؐ۔ (ترمذی)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے آیۂ تطہیر کے ذریعے سے علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام کو معصوم اور طیب و طاہر قرار دیا۔ اور آیۂ مباہلہ کے ذریعے سے انکی سعادت و عظمت اور رفعت و جلالت کو ظاہر فرمایا۔ جناب سیدہ علیہا السلام کو اس سے زیادہ اور کیا شرف ہو سکتا ہے کہ آپ کے بطن سے پیدا شدہ ذریت اور ان کی نسل کو اللہ تعالیٰ نے سیادت عطا فرمائی۔ یعنی ازروئے شریعت صرف جناب امام حسنؑ و امام حسینؑ علیہم السلام ہی کی اولاد کو سید کے خطاب سے مخاطب کیا جا سکتا ہے۔ اور انھیں فرزندِ رسول اللہ صلعم کہہ کر پکارا جا سکتا ہے۔ اور آلِ رسولؐ اور اہل بیتِ رسولؐ ان کے سوا اور کوئی نہیں۔ اور تمام سلاسل اولیائے اللہ کا منتہیٰ اہل بیت پر ہی ہوتا ہے۔ انھیں پر

www.khwajajateefansari.com
RekhtaDownload.com

صدقات کو حرام کیا گیا۔ انھیں کے متعلق جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو تاکید کی تھی کہ میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑتا ہوں، اول ان میں کتاب اللہ ہے اور وہ رسی ہے اللہ کی طرف سے جو اس پر چلے وہ نیک راہ پر ہے اور جس نے اسے چھوڑا وہ گمراہی پر ہے۔ اس میں نیک راہ اور نور ہے تو عمل کرو اللہ کی کتاب پر اور مضبوط پکڑو اس کو۔ اور فرمایا میرے اہل بیتؑ، یاد دلاتا ہوں میں تم کو اللہ کو اپنے اہلبیت میں۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ دوسری چیز عترت، میرے گھر والے۔ اور یہ دونوں (قرآن اور عترتِ رسولؐ) ہرگز جدا نہ ہوں گے جب تک کہ وارد ہوں میرے پاس حوضِ کوثر پر۔ سو لحاظ رکھو کیسا میرے پیچھے تم کرو گے ان کے مقدمہ میں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ فرمایا، اے لوگو! میں نے چھوڑیں تم میں دو چیزیں، اگر اختیار کرو اس کو تو ہرگز گمراہ نہ ہو، اللہ کی کتاب اور میری عترت گھر والے میرے۔ (مشکوٰۃ وسلم مناقب اہل بیتؑ)

مذکورہ بالا حدیث پر غور فرماتے ہوئے حضرت مولانا اسمٰعیل شہید دہلویؒ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کلام اللہ اور اہل بیتؑ کا ایک مرتبہ ہے، جیسے اس کی تعظیم چاہیے ویسے ہی ان کی تعظیم چاہیے اور جیسے کلام اللہ سبب ہدایت کا ہے ویسے ہی اہل بیت علیہم السلام سبب ہدایت کے ہیں۔ چنانچہ یہی سبب ہے کہ اولیاء اللہ کے سب طریقے اہل بیت پر منتہی ہوتے ہیں۔ اور احادیث سے یہ ثابت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلعم نے جناب سیدہ اور ان کی اولاد اور ان کے شوہر کے حق میں امت کو تاکید کی کہ ان سب کی عظمت کا لحاظ رکھو اور ان سے محبت کرو اور ان کی فرمانبرداری اس طرح فرض ہے جس طرح کلام اللہ کی اطاعت فرض ہے۔ ان کو دکھ دینا جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت پہنچانے کے مترادف ہے۔ انہی چار تن نامدار کو مثل سفینۂ نوحؑ قرار دے کر امت کو حکم دیا کہ ہمیشہ ان کے ساتھ وابستہ رہو تاکہ نجات پاؤ۔ یہی صراطِ مستقیم کے راہبر اور مشعلِ ہدایت و نور ہیں۔ یہی وہ طیب وطاہر نفوس ہیں، جن کو جناب الٰہی کی رحمت محیط ہے۔ نہ کبھی گمراہ ہوئے اور نہ کبھی ان پر خدا کا غضب نازل ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ خود خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان پاک ہستیوں پر درود وسلام بھیجتے ہیں اور ہر انسان کو جو حق وحقانیت کا شیدائی ہے اسے حکم دیا گیا ہے کہ وہ بھی ان پر درود وسلام بھیجتے رہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ مخصوص فضل انھیں کے ساتھ خاص ہے۔ جناب سیدہؑ کی عظمت، رفعت اور سعادت کا اندازہ کرنے کے لیے اس حقیقت کو واضح کر دینا کافی ہے کہ آپ کے والد بزرگوار سید المرسلینؐ اور آپ کے شوہر ولیِ خدا علی مرتضیٰؑ بقول حضرت عائشہ جن کے چہرے پر نظر کرنا بھی عبادت ہے۔ اور آپ کے دونوں فرزند حضرت امام حسنؑ وحسینؑ سید الشباب اہل الجنت جنہوں نے اپنے خونِ مقدس سے اسلام کے پژمردہ شجر کو سینچ کر از سرِ نو سرسبز وشاداب کر کے ابدالآباد تک کے لیے زندۂ جاوید بنا دیا۔ سچ تو یہ ہے کہ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہی اصل دین ہیں، بنائے ایمان ہیں اور ماحصلِ قرآن ہیں۔

افسوس کہ بعد از جناب ختم المرسلینؐ جناب سیدہ پر مصائب وشدائد کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ بڑے بڑے ایمان کے مدعیان نے دنیا کے حرص وہوا اور طمع وحسد اور خود بینی وخود پسندی اور سیادت وامارت کی بلائے بے درماں

میں بھینس کر احکامِ خدا و رسولؐ کو ٹھکرا دیا۔ اور ناجائز تفوق کے ذریعے معصومہؑ کو اذیتیں پہنچائیں اور مظالم و ستم کے پہاڑ توڑ دیے چنانچہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے خود ان مصائب و شدائد کا اظہار فرمایا ہے ؎

صبّت علیّ مصائبٌ لو انها
صبّت علی الایّام صرن لیالیا

"یعنی مجھ پر وہ مصیبتیں واقع ہوئیں کہ اگر وہ
روزِ روشن پر پڑتیں تو شبِ دیجور ہو جاتا۔"

جناب سیدۃ النساء العالمین جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات کے بعد صرف ۹۰ روز زندہ رہیں والد بزرگوار کے غم میں ہر وقت سوگوار و اشکبار رہتی تھیں۔ دنیا پرستوں کی کج روی اور ایذا رسانی نے یہاں تک طوالت اختیار کی کہ خانہ بنت رسولؐ کو نذر آتش کیا جانے لگا۔ یہ انتہائی ظلم و ستم اور ہولناک منظر دیکھ کر نورِ دیدۂ محبوبِ رب العالمین سلام اللہ علیہا دروازہ پر تشریف لائیں۔ دشمنانِ عترتِ رسولؐ کو راہِ راست پر لانے کے لیے کچھ ہدایت کرنا چاہی۔ مگر کسی شقی نے دروازہ پر ایسی لات ماری کہ وہ اکھڑ کر جناب معصومہؑ کے پہلو مبارک پر گرا جس کی چوٹ سے آپ کا حمل ساقط ہو گیا اور اس تکلیف کے باعث مرتبہ عالیہ شہادت پر فائز ہو گئیں۔

ہائے یہ دلدوز دلخراش و بھیانک منظر دیکھ کر چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کا کیا حال ہوا ہوگا جب کہ والد بزرگوار کی گرفتاری کے لیے احراق خانۂ زہراؑ کی دھمکیاں سنیں اور مادرِ گرامی پر دروازہ کا گرنا اور پہلو کا شکستہ ہونا ننھے محسن کا لاشہ بہ سبب مصائب و شدائد اور مظالم دیکھ کر حسنین علیہم السلام نے مادرِ گرامی سے ضرور پوچھا ہوگا کہ امی جان کیا المودۃ فی القربیٰ کے یہی معنی ہیں؟

پس میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہر مسلمان کو صراط المستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آلِ رسولؐ کی سچی محبت اور اتباع کے جذبے سے دلوں کو معمور کر دے۔ آمین یا ارحم الرحمین ؛

"محفل" بقیہ ص ۸

اور پھر کربلائے معلیٰ زیارت حضرت سید الشہداء ارواحنا لہ الفدا و حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام سے مشرف ہوا۔ اب یہ شخص واپس پہنچ چکا ہے۔

آپ کو اس واقعہ کے لکھنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ مذکورہ شخص کے لیے اور اسی طرح بعض ممالک کے دوسرے مومنین کے لیے انگریزی لٹریچر کی ضرورت ہے۔ لہٰذا آپ اس سلسلے میں مشن کا قیمتی ترین انگریزی لٹریچر جلد از جلد حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ مدظلہ کے پتے پر یہاں بھیج دیں۔ انشاء اللہ ماجور و مثاب ہوں گے ؛

شعرائے اہلبیتؑ لاہور کی محفل مقاصدہ

مصرع طرح:- عشقِ حیدر میں سمجھ سوچ کے دیوانہ بنے ... ردیف ... قافیہ

تمام شعرائے کرام سے درخواست ہے کہ اپنے قصیدے ۱۸ اکتوبر ۶۶ء تک مدیر پیام عمل کے پتے پر ارسال فرمائیں۔ تمام قصیدے یکم نومبر کو شائع کر دیے جائیں گے۔ دیگر ...

الحاج شیخ محمد شریف صاحب

(تیسری قسط)

فکرِ عاقبت

حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن ایک جماعت سے عذر خواہی کریں گے کہ ہم کو شفاعت سے معاف رکھو ہم نے دنیا میں اعلان کر دیا تھا اور مبالغہ کے ساتھ تاکید کی تھی اور آج کے دن کے علاج کا حکم دے دیا تھا اور آیاتِ قرآنی سب سنی ہیں کہ بغیر اذنِ خدا اور رضامندیٔ مولا کسی کو شفاعت کی جرأت نہ ہوگی بس اس کلامِ خدا اور رحمتِ خدا کے بعد اپنے نفس اور شیطان کا دھوکا نہ کھا اور فرصت کو غنیمت سمجھ، جلدی سے خوابِ غفلت سے بیدار ہو جا اور جس جماعت کی ولایت کو اپنے اوپر باندھے پھرتا ہے اور جن کی شفاعت کا آرزومند ہے ان کو اپنا دشمن نہ بنا۔ وائے ہے اس شخص پر جس کے شفاعت کرنے والے قیامت کے دن دشمن ہو جائیں گے محرماتِ خدائے غیور کے پردے پھاڑنے سے (یعنی افعالِ حرام بجالانے سے، اور شریعتِ مقدسہ کی خیانتیں کرنے خمس کو روکنے سے جو ذریتِ رسولؐ کا حق ہے اور زکوٰۃ و حقوقِ فقراء و مساکین اور یتیموں کے حق کو نہ دینے سے جن کو خداوندِ عالم نے اپنا عیال فرمایا ہے) پس کتنی حسرتِ عظیم اور عقوبت ہے اس بدبخت غافل کے لیے جس نے اپنی زندگی کا سرمایہ جو آخرت کا توشہ حاصل کرنے کے لیے دیا گیا تھا۔ اس کو خسارہ اور شقاوت میں صرف کر دیا۔ جب تک تجھ پر سستی کا غلبہ ہے تدارکِ آخرت ممکن نہیں۔ حالانکہ تھوڑی سی کوشش اور فرصت سے صالحین کے درجے تک پہنچ سکتا ہے لیکن سستی سے اپنے کو عذابِ سرمدی میں ڈال چکا ہے (چھڑالے) قرآنِ پاک میں صاف صاف ہے کہ ان باتوں کا انکار اور شک کرنے والا کافر ہے اور جس کا عمل خفیف ہوگا اس کی جگہ ہاویہ میں ہے اور جو کچھ بھی ذرہ برابر عمل کرے گا اس کی سزا پائے گا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ابرار لوگ نعمتوں میں ہوں گے اور بدکار اور معصیت کار جہنم میں۔ کسی جگہ یہ نہیں فرمایا کہ فاجر بدکار نعمتوں میں ہوں گے کہ تو مغرور ہو گیا ہے کہ شاید تو بھی ان میں ہے بلکہ ممکن ہے کہ فاجر بدکار پشیمان ہو اور پہلے اس سے کہ تاخیرِ توبہ کی وجہ سے ان کا دل گناہوں کے زنگال سے سیاہ ہو جائے توبہ کر لیں اور اپنے آپ کو قابلِ رحمتِ الٰہی بنالیں اور شفاعت کے قابل ہو کر ابرار سے ملحق ہو جائیں اور جب تک گناہوں کی گندگی اور باطنی نجاست کو جو ہزار درجہ ظاہری نجاست سے بدتر ہے توبہ کے دروازے پر جا کر ندامت کے آنسوؤں سے پاک نہ کریں گے اللہ کی نعمتوں اور پاک لوگوں کی ہم نشینی نہیں کر سکتے۔ چنانچہ حضرت باقرؑ نے فرمایا، داخلِ بہشت نہیں ہو سکتا مگر اس طریقے سے پاک ہو جو بیان ہو چکا۔ توریت میں لکھا ہے کہ اے لوگو کب تک تاخیر میں ڈالو گے توبہ کو اور علاج کو ایک دن سے دوسرے دن پر، آیا تم کو امان مل گئی ہے موت سے یا آتشِ جہنم سے آزادی کا پروانہ مل گیا ہے یا بہشت کا ٹھیکہ مل گیا ہے۔ یا

www.khwajajateefansari.com Rekhta Download.com

ہمتوں نے تم کو غافل و مغرور اور لمبی امیدوں نے تمھیں غافل کر دیا ہے۔ اے بندو میں نے دنیا کو پیدا نہیں کیا مگر اس لیے کہ روزی کھاؤ اور نیک عمل کا بیج ڈالو، پس تم نے میری کتاب کو لیا اور پاؤں کے نیچے رکھ دیا، یعنی اس پر عمل نہیں کرتے اور دنیا کو حاصل کرکے سروں پہ جگہ دیتے ہو۔ اپنے گھروں کو بلند کرتے ہو اور ان سے محبت کرتے ہو، میرے گھروں کو پست کرتے ہو اور ان سے وحشت کرتے ہو۔ (یعنی مسجدوں میں ٹھہرتے نہیں جلدی بھاگتے ہو) پس تم میرے بندے نہیں بلکہ آزاد ہو (یعنی حکم سے باہر ہو) دیکھو تمام زمین اور آسمان میرے ناموں سے ایک نام کی برکت سے ہوا میں قائم ہیں مگر تمھارے دل میری کتاب کی ہزار نصیحتوں سے بھی سیدھے نہیں ہوتے۔ جس طرح پتھر پانی میں نرم نہیں ہوتا اسی طرح تمھارے سخت دلوں پر نصیحت اثر نہیں کرتی۔ اے پسر آدم موت کے لیے تیار ہونا چاہیے اس سے قبل کہ موت تیرے پاس آئے۔ اگر میں نے دنیا کو کسی کے لیے چھوڑا ہوتا تو اپنے انبیاء اور مرسلین کو دیتا کہ میرے بندوں کو میری اطاعت کی طرف بلاتے ہیں کیونکہ بعضے میرے بندے ایسے ہیں جب موت آتی ہے تو اس وقت نادم و پشیمان ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مجھے دنیا میں واپس بھیج دو تاکہ عمل صالح کرکے تدارک کراؤں پس جواب ملتا ہے اے احمق اس دنیا سے تو آیا ہے۔ اے پسر آدم دنیا کی محبت کو دل سے نکال دے کیونکہ میں دنیا کی اور اپنی محبت ایک دل میں جمع ہونے نہیں دیتا۔ جس طرح آگ اور پانی ایک جگہ جمع نہیں رہ سکتے۔ روزی کے جمع کرنے میں حرص نہ کر کہ مقرر شدہ ہے اور کوئی دوسرا نہیں کھائے گا۔ اے پسر آدم کوئی بات نہیں کرتا اور کوئی نگاہ نہیں اٹھاتا، کوئی قدم نہیں اٹھاتا مگر یہ کہ میرے دو فرشتے تیرے ساتھ ہیں، لکھتے ہیں جو کچھ تو نیک یا بد کرتا ہے۔ فریب نہ کھا نا تم صحت سلامتی کا کہ (شاید بہت زندہ رہوگے) کیونکہ تمھاری زندگی کے دن معلوم ہیں۔ اور اس کی حدود مقرر ہیں نفس تمھارے گنے ہوئے اور قید ہیں۔ پس خدا سے ڈرو، اے عقل والو اور پیشگی بھیج دو ان چیزوں کو جن کو دوست رکھتے ہو۔

(باقی آئندہ)

قومی گھر کی تعمیر

امامیہ مشن پاکستان واحد ادارہ ہے جس نے شیعہ قومی گھر بنانے کا مصمم ارادہ کیا ہے۔ مستقبل قریب میں قوم دیکھے گی کہ پاک نگر میں عالیشان عمارت تعمیر کر دی گئی ہے، بلڈنگ فنڈ میں زیادہ سے زیادہ عطیات دیجیے (ناظم دفتر)

ہماری کتابیں

۱۔ کنوز المعجزات ۔ ۴۰۰ صفحات	ہدیہ	۵/۰۰
۲۔ عیون المعجزات ۲۰۰ "	"	۲/۰۰
۳۔ مناقب امیرالمومنینؑ، علامہ بحرانی عربی اردو	"	۲/۰۰
۴۔ خصائص امیرالمومنینؑ علامہ نسائی	"	۲/۰۰
۵۔ مخزن کرامات حضرت سید محمد علیہ السلام کے کرامات	"	۱/۰۰
۶۔ کاشف الحقائق فی جواب احسن الفوائد۔ صفحات ۱۶۲	"	۱/۵۰
۷۔ امہات الائمہ	"	۱/۰۰
۸۔ معرفت بالنورانیہ	"	۱/۵۰
۹۔ ینابیع المودۃ	"	۱۲/۰۰
۱۰۔ مناقب آل ابی طالب	"	۵/۰۰

ملنے کا پتہ

مکتبۃ السّاجد ۶۳/۸ چاہ بچے والا کوٹلہ تولے خاں ملتان شہر

علامہ مہرؔ جائسی ایم۔ اے

حضرت سید الشہداء علیہ آلاف التحیۃ والثناء

بجتا ہے تیرے نام کا ڈنکا مرے حسینؑ
چلتا ہے تیرے نام کا سکہ مرے حسینؑ

تیرا جواب ہی نہیں پیدا مرے حسینؑ
لائے کوئی کہاں سے تجھ ایسا مرے حسینؑ

تُو ہے رسولؐ کا وہ نواسا مرے حسینؑ
نانا کا جس نے نام جگایا مرے حسینؑ

تو نے دکھایا دیں کا وہ جلوا مرے حسینؑ
سب کی نظر سے گر گئی دنیا مرے حسینؑ

کوئی بھی ظلم اٹھ نہ سکا ، انتہا ہوئی
ٹکرا کے تجھ سے سب ہوئے پسپا مرے حسینؑ

میداں سے تا بہ حدِ تخیل گواہ ہے!
کیسا تھا تیرا آخری حملا مرے حسینؑ

کیسے نہ ہوتی تجھ کو شہادت کی آرزو!
پانی ستم کا سر سے تھا اونچا مرے حسینؑ

بن جائے آفتابِ قیامت عجب نہیں
محشر میں تیرے خون کا قطرا مرے حسینؑ

فتح یزید آج ہے اس کی شکستِ فاش
کل کچھ رہا ہو جنگ کا نقشا مرے حسینؑ

اے دین کے مجاہدِ اعظم کسے نصیب
تیرے جہادِ نفس کا درجا مرے حسینؑ

بیکس امام! تیری مصیبت پہ حشر تک
روئے گی پھوٹ پھوٹ کے دنیا مرے حسینؑ

معبود کو بھی تیری عبادت پہ ناز ہے
ہوتا ہے تیری خاک پہ سجدا مرے حسینؑ

یا تب کہ تیرے قتل کی شہروں میں عید تھی
یا اب کہ سوگوار ہے دنیا مرے حسینؑ

گہنا گیا تھا شمس ترے قتل ہی کے ساتھ
عالم پہ چھا گیا تھا اندھیرا مرے حسینؑ

تیرے شہید ہونے سے آیا وہ انقلاب
دنیا ہے آج تک تہ و بالا مرے حسینؑ

غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا اور اُف نہ کی
فولاد کا تھا تیرا کلیجا مرے حسینؑ

تو قتل ہو تو نعرۂ تکبیر ہو بلند
مذہب کا کیا یہی تھا تقاضا مرے حسینؑ

بتلا رہے ہیں تیری شہادت کے واقعات
کتنا اٹل تھا تیرا ارادا مرے حسینؑ

خونِ یزید مانگتی ہے تیغِ انتقام
اب منتقم ہے آنے ہی والا مرے حسینؑ

نیزے پہ تیرا سر تھا تو زینبؑ تھی سر کھلے
کیا یہ نہ تھی قیامتِ کبریٰ مرے حسینؑ

تیری شہادت اہلِ سماوات و ارض کو
واللہ ہے مصیبتِ عظمیٰ مرے حسینؑ

تُو، آہ صدرِ زیں سے گرا فرشِ خاک پر
کیوں پھٹ پڑا نہ عرشِ معلیٰ مرے حسینؑ

ہو مہرؔ پر نگاہِ کرم مضطرب ہے وہ
مہرِ سپہرِ ملتِ بیضا مرے حسینؑ

ضرت خاور نوری

واقعاتِ کربلا

ں ہر دل میں اُترے جا رہے ہیں حق نما ہو کر
ہمارے ناخدا ہو کر نصیری کے خدا ہو کر

ظم سہتے ہوئے جب اُمّتِ جد کا خیال آیا
سکینہ کے لبوں سے آہ بھی نکلی دُعا ہو کر

ق انسان وقتی قوتوں سے دب نہیں سکتا
مکمل واقعاتِ کربلا سے آشنا ہو کر

سمعاً طاعتاً کہہ کر جھکایا حُر نے سر اپنا
اذاں اکبرؑ کی گونجی استغاثے کی صدا ہو کر

ارہ جیسے اُترا تھا مشیّت میں اگر ہوتا
اُترتی آیۂ تطہیر زہراؑ کی ردا ہو کر

ہیدوں نے لہو اپنا بہا کر راہ پیدا کی
حیاتِ قوم بچھڑی جا رہی تھی بے وفا ہو کر

م اصغر بھی اب کروٹ بدلتا ہے نئے رُخ سے
دلِ شبیرؑ میں اکبرؑ کے غم کا ہمنوا ہو کر

نے احساس پھیلا دردِ ملّت ہر رگ و پے میں
مریضِ کربلا کے حق میں تاثیرِ دوا ہو کر

لینہ کی نگاہیں بھی نہ پہنچیں آبِ دریا تک
دھندلکے میں رہا دریا نظر کی انتہا ہو کر

ہماری گرمِ رفتاری اگر یوں ہی رہی خاور
درِ حیدرؑ پہ بھی جائیں گے اک دن کربلا ہو کر

رفیق رضوی

"جو دے نفس تو تولا صفات دے ساقی"

نہ عمرِ خضر نہ آبِ حیات دے ساقی
جو دے نفس تو تولا صفات دے ساقی

وہ بادہ دے جو بڑھائے بیان کی قوت
وہ جرعہ دے جو قدم کو ثبات دے ساقی

ہر ایک گوشۂ عالم میں حق کا نام بڑھے
بساطِ دہر پہ باطل کو مات دے ساقی

تری نگاہِ کرم کو جو ملتفت کرے
وہ طرز دے وہ ادا دے وہ بات دے ساقی

ہے جن میں آج گرفتار ملتِ شیعہ
ان الجھنوں سے خدارا نجات دے ساقی

عطا ہو جرأتِ عمار و میثم و سلماں
حُر و حبیب کا عزم و ثبات دے ساقی

غمِ حسینؑ میں رونے کا تاکہ وقت ملے
ہمیں جہاں کے غموں سے نجات دے ساقی

تری خوشی پہ ہے رضوی کی ہر خوشی کا مدار
جو غم بھی دے تو بصد التفات دے ساقی

محمد نواز رضوی مشہدی

نعت

ہمیں زمیں سے ملا اور نہ آسماں سے ملا
جو فیض درگہِ سرکارِ دوجہاں سے ملا

نبیؐ ہیں شہرِ علوم اور علیؑ ہیں اسکے باب
کبھی نہ ان کی فضیلت کو این وآں سے ملا

ہوا ظہورِ وصئ نبیؐ جو کعبے میں!
خدا کے گھر کو شرف اسکے میہماں سے ملا

نبیؐ ہیں مرتبہ دانِ شہیدِ کرب و بلا
یہ اُن کے دوش کا راکب ہے آسماں سے ملا

تلاشِ حق میں تھیں ارواحِ انبیاء حیراں
سُراغ ان کو محمدؐ کے آستاں سے ملا

صراطِ حق ہیں نبیؐ و علیؑ اور ان کی آلؑ
یہ درس ہم کو ہے اللہ کی زباں سے ملا

سوا حسینؑ کے ہے کون رمزِ ذبحِ عظیم
نظر کو آیۂ قرآں کے بیاں سے ملا

امینِ نعرۂ توحیدِ حق تھیں ہو بلالؓ:
حرم کو اوج ہے بیشک تری اذاں سے ملا

کریم تیرے کرم کا امیدوار ہوں میں
حریمِ قدس کے مجھ کو بھی کارداں سے ملا

ہو تم بھی زمزمہ پردازِ نغمۂ توحید
خطاب رضوی کو ہے شاہِ انس وجاں سے ملا

امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ لاہور کی

تبلیغی سرگرمیاں

(گزشتہ سے پیوستہ)

مولانا سید تجمل حسین صاحب

آپ نے پہلی مرتبہ تبلیغ فی سبیل اللہ کا فریضہ منجانب امامیہ مشن پاکستان انجام دیا۔ آپ نے مری اور راولپنڈی میں محرم الحرام کے دوران کامیاب مجالس پڑھیں۔ آپ جہاندیدہ، پابندِ صوم و صلوٰۃ اور صاحبِ علم خطیب ہیں۔ آپ کی ذات مشن کے لیے باعثِ صد افتخار ثابت ہوگی۔

مولانا سید قائم علی صاحب فانی جارچوی

آپ کا شمار اساتذہ میں ہوتا ہے۔ شعبۂ تبلیغ کا درس بھی آپ کی زیرِ نگرانی شائع ہوتا ہے۔ آپ بے لوث اور پُرخلوص عالمِ دین ہیں۔ آپ نے رام گڑھ لاہور میں عشرۂ محرم الحرام کی مجالس پڑھیں۔ آپ کا اندازِ بیان سادہ اور موثر ہوتا ہے۔ آپ کی تقاریر کو بے حد سراہا گیا۔

مبلّغ کلاس کا اجراء

امامیہ مشن پاکستان نے وقت کی اہم ضرورت کا جائزہ لے کر ضروری سمجھا کہ مبلغ کلاس کا اجراء کیا جائے۔ آج عزیزانِ ذکرِ اہلبیتؑ کی اشاعت و تبلیغ سے محض اس لیے محروم ہیں کہ وہ علماء کی فیسیں ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ امامیہ مشن کے مبلغین سال ہا سال سے بے لوث اور بلا معاوضہ محرم الحرام میں اور دورانِ سال تبلیغ فی سبیل اللہ کرتے چلے آ رہے ہیں۔ لیکن اس دورِ حاضر کی فضا نے بعض مبلغین کے قدموں میں لغزش پیدا کر دی۔ اس طرح وہ بھی اس صف میں شریک ہو گئے جہاں دولت کے حصول کو ہی اہم مقصد قرار دے دیا گیا ہے۔ لیکن بے لوث اور مخلص افراد قوم اب بھی موجود ہیں۔ ہمیں اکثر تعلیم یافتہ نوجوانوں نے شعبۂ تبلیغ میں شریک ہو کر فی سبیل اللہ تبلیغ کرنے کے لیے اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ چنانچہ ان کے اصرار پر مہاراجہ بلڈنگ مزنگ روڈ میں مبلغ کلاس کا اجراء مورخہ ۱۱ اگست ۶۶ء بروز جمعرات کیا گیا ہے۔ علامہ مرزا احمد علی صاحب قبلہ نے افتتاح فرمایا۔ ہم دردِ ملت رکھنے والے نوجوانوں سے پُرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس کلاس میں جوق در جوق شریک ہو کر خوشنودیٔ اہلبیتؑ حاصل کریں۔

خواہشمند حضرات دفتر میں کسی دن بھی مل سکتے ہیں۔

سید اظہار حسین مشہدی

نائب ناظم شعبۂ تبلیغ

بنتِ زہراؑ دینِ حق ممنونِ احساں ہے ترا

کربلا تا شام وہ کارِ نمایاں ہے ترا !

آج تک رطب اللساں ہر جن وانساں ہے ترا

ماں تری خاتونِ محشر، بھائی سردارِ جناں

باپ حلِ مشکلات، کلِ ایماں ہے ترا

ہر لب ولہجہ ترا مانندِ بنتِ مصطفےٰ

ہر کلام حق ۔ کلام شیرِ یزداں ہے ترا

حق نے بخشے ہیں تجھے عونؑ ومحمدؑ دو پسر

اک سکونِ قلب کے اک راحتِ جاں ہے ترا

اللہ اللہ راہِ حق میں یہ تری قربانیاں

مرتبہ صبر وتحمل میں نمایاں ہے ترا !

سربلند اسلام کا ۔ لاریب تو نے کر دیا !

بنتِ زہراؑ دینِ حق ممنونِ احساں ہے ترا

التجا یہ ہے کہ مداحوں میں ہو جائے شمار

نادمِ مجبور وعاجز بھی ثنا خواں ہے ترا

(سید محمد حسن عسکری زیدی نادم ۔ ایرانی)

رحیم یار خاں میں تاریخی اربعین

۲۰ صفر المظفر کو امام بارگاہ حسینیہ ریلوے روڈ سے انجمن حسینیہ رجسٹرڈ کے زیرِ اہتمام ٹھیک دس بجے چہلم کا جلوس روانہ ہوا جس میں آگے شبیہ ذوالجناح اسکے پیچھے ضریح اقدس کی شبیہہ ساتھ ساتھ ماتمی دستے اور پیچھے پیچھے پیاسوں کے نام کی سبیل تھی ماتمی دستوں میں سب سے آگے وہ دستہ تھا جس میں محبانِ حسینؑ زنجیریں اور چھریوں سے خون کی ندیاں بہا کر کربلا والوں کے خون ناحق کی یاد کو تازہ کر رہے تھے اور حسینؑ مظلوم کی حقانیت اور صداقت کی تاریخ ورقِ کائنات پر خونی تواروں سے تحریر کر رہے تھے۔

جب جلوس مسجدِ نظامت ریلوے روڈ کے سامنے پہنچا تو ماتمی دستے نے الفتِ شبیرؑ میں ڈوب کر اپنے آپ کو خون میں چھپا لیا۔ وہ پرست دنیا والے تو انگشت بدنداں دیکھ رہے تھے مگر مجھے یقین ہے کہ سردارانِ جنت نے فرشتوں کو حکم دیا ہوگا کہ جاؤ ذرا محبت والفت کے تقاضوں کو دیکھو اور قربانی کا عظیم درس لو۔ اور عرش سے آکر فرشتگانِ رحمت تحسین وآفرین کی آوازیں بلند کر رہے ہونگے یہی وہ نسبت کا عالم تھا کہ ایک ماتمی جوان کو حلقہ سے باہر بیجا کر دیکھا تو زنجیر کے تین پھل گوشت میں پیوست تھے کھینچنے پر دو تو باہر نکل آئے مگر ایک جسم میں ہی رہ گیا۔ رضا کار بروقت ہسپتال پہنچا یا جہاں ڈاکٹر نے اپریشن کر کے برچھی کا پھل تو نکال لیا مگر جوان بحرِ الفت میں غوطہ لگا چکا تھا۔ یہ کون جوان تھا؟ جناب قادر بخش صاحب مرحوم کا ۲۲ سالہ عالی مرتبہ فرزند، عاشق حسین صاحب کا کڑیل جوان بھائی غلام مرتضیٰ، واقعی علی المرتضیٰؑ کے غلام کا حق ادا کر کے اپنے نام کو سچا کر دکھایا۔ خدا نقوی حسینؑ کے اس فدائی کو جوارِ سید الشہداء میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے لسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے۔

(سید محمد حسن زیدی جنرل سیکرٹری انجمن حسینیہ رجسٹرڈ رحیم یار خان)

اطلاعات

اس ماہ حسب ذیل اصحاب نے امامیہ مشن پاکستان کا سرپرست ، مربی اور ممبر خصوصی ہونا قبول کرکے انصارانِ آلِ محمدؐ کی سنہری فہرست میں اضافہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور قوم کے دوسرے افراد کو ناصرینِ آلِ محمدؐ میں شامل ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

سرپرست

محرک :- سید غلام مرتضیٰ ترمذی لوکل سکریٹری کبیر والا ضلع ملتان

سرپرست نمبر ۶ - سید اختر حسین ترمذی - کبیر والا ضلع ملتان۔

مربی

محرک :- خود

مربی نمبر ۲۰۷ - سید خورشید مصطفےٰ صاحب کراچی

محرک :- محمد سعید صاحب حیدرآباد

مربی نمبر ۲۰۸ - شیخ علی حسین صاحب حیدرآباد

ممبرانِ خصوصی

حسب ذیل اصحاب نے اس ماہ توسیع رکنیت میں حصہ لے کر جس قدر ممبران خصوصی بنائے ہیں ان کی فہرست درج ذیل ہے آپ بھی اپنی اولین فرصت میں توسیع رکنیت کی مہم میں حصہ لیکر خوشنودیٔ سرکارِ محمدؐ و آلِ محمدؐ حاصل کیجیے :-

۱- پروفیسر محمد صادق قریشی مینجنگ ٹرسٹی مشن ۵

۲- سید احمد رضا نقوی کوئٹہ ۱

۳- سید آلِ مقبول رضوی خیرپور ۱

۴- منور حسین وتیس لاہور ۱

۵- کاچو فدا علی صاحب ممبری نمبر ۱۰۱۴۸ ۱

۶- سید ابوالحسن صاحب کاظمی کو مستقل مربی نمبر ۲۹۵ ۱

۷- سید الطاف حسین صاحب ہاشمی ممبری نمبر ۱۰۸۱۶ ۱

۸- سید قربان حسین صاحب کاظمی ممبری نمبر ۱۰۵۵۰ ۱

۹- کریم حیدر صاحب ممبری نمبر ۵۹۷۵ ۱

۱۰- سید مظفر حسین زیدی لوکل سکریٹری امامیہ مشن بہاولپور ۶

۱۱- صوفی ابن حسن رضوی زونل سکریٹری امامیہ مشن سندھ ۴

۱۲- سید مرغوب حسین عابدی ممبری نمبر ۱۲۵۴۰ ۱

۱۳- سید آلِ حسن فریدی ڈھاکہ ۱

۱۴- مہدی حسن صاحب قزلباش ٹرسٹی مشن ڈھاکہ ۴

۱۵- عبدالعزیز صاحب جعفری لوکل سکریٹری سیالکوٹ ۴

۱۶- سید محمد عباس صاحب نقوی لاہور ۱

۱۷- سید محمد اطہر صاحب زیدی ممبری نمبر ۸۴۴۶ ۱

۱۸- سید رحمت علی صاحب رضوی اکاؤنٹنٹ مشن ۵

۱۹- نذیر محمد چوہدری لدھیانوی لائل پور ۲

۲۰- آغا سید رحسن عابدی ڈوہری ۱

۲۱- کرامت علی رضوی (لسبی دگران) ۱

۲۲- حسین اکبر صاحب گلگت ۱

۲۳- سجاد حسین صاحب بخاری لاہور ۱

۲۴۔ سید ابرار حسین صاحب مشہدی لاہور	۱
۲۵۔ سید اظہار حسین صاحب مشہدی لاہور	۲
۲۶۔ منظور حسین صاحب ایبٹ آباد	۳
۲۷۔ سید محمد عباس زیدی تحصیل لاہور	۱
۲۸۔ سید حسن جعفری صاحب سکھر	۱
۲۹۔ حاجی محمد اے جعفری صاحب سانگھڑ	۱
۳۰۔ افتخار احمد خاں صاحب جہلم	۱
۳۱۔ سید علی حسین صاحب شمسی لاہور	۱
۳۲۔ سید اختر حسین ترمذی ممبری ۶۹۶۹	۱
۳۳۔ سید مظفر علی نقوی راولپنڈی	۲
۳۴۔ سید اولاد حسین جعفری مربی ۶۸۵ کراچی	۱

بلڈنگ فنڈ

"قومی گھر" کی تعمیر کے سلسلے میں جن حضرات نے عطیہ عطا فرمایا، ان کی فہرست درج ذیل ہے۔ آپ کب تک سوچیں گے؟ اپنے "قومی گھر" کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے اور خوشنودیٔ آلِ محمدؐ حاصل کیجیے:۔

۱۔ سید عظمت علی شاہ صاحب سرگودھا	۵/-
۲۔ محترمہ نور جہاں بیگم صاحبہ پشاور	۵/-
۳۔ بیگم سید زوار حسین صاحب مکھڈ میانوالی	۱۰/-
۴۔ سید کرار حسین صاحب رضوی ملتان	۵/-
۵۔ سید امان علی صاحب زیدی چنیوٹ ضلع جھنگ	۵/-
۶۔ نیاز احمد صاحب انصاری گوجرانوالہ	۲/-
۷۔ سید جعفر حسین صاحب زیدی لاہور	۵/-
۸۔ سید غلام عباس صاحب گیلانی خان گڑھ	۵/-
۹۔ میاں محمد عباس صاحب کمالیہ۔ لائلپور	۵/-
۱۰۔ سید زین العابدین صاحب کراچی	۵/-
۱۱۔ محترمہ عباسی ایس اختر صاحبہ لاہور	۵۰۰/-
۱۲۔ فقیر محمد خاں صاحب رحیم یار خاں	۴/-
۱۳۔ سید ظلِ حسنین صاحب جہلم	۱۰/-
۱۴۔ سید ظلِ عباس صاحب رضوی سکھر	۵/-
۱۵۔ سید ضیغم عباس شمسی لاہور	۲۵/-
۱۶۔ سید مظفر حسین صاحب زیدی (مختلف افراد) بہاولپور	۱۰/-
۱۷۔ ملک فدا حسین صاحب گلن خیل۔ میانوالی	۱/-

نیازِ حضرت عباس علمبردار علیہ السلام

۱۔ سید الطاف حسین صاحب شیرازی رسید نمبر ۴۹۰۷	۵۹/۱۰

سہمِ امامؑ

۱۔ رمضان علی صاحب سیٹھ لاہور	۵/-

سہمِ سادات

۱۔ رمضان علی صاحب سیٹھ لاہور	۵/-

حسینی فنڈ

۱۔ خواجہ محمد ظہور احسن کراچی۔ بروئے رسید ۴۸۵۵	۵/-
۲۔ سید عباس حسین زیدی کراچی " " ۴۸۶۴	۵۰/-
۳۔ میجر سید غلام عباس شاہ ڈھاکہ " " ۴۹۹۸	۱۰۰/-
۴۔ لیفٹیننٹ کرنل ایچ ایچ شگری ڈھاکہ " " ۵۰۰۹	۵۰/-
۵۔ مرزا احمد حسین ڈھاکہ " " ۵۱۵۱	۱۰/-

RekhtaDownload.com
www.khwajalateefansari.com

۶۔ نور حسین صاحب کلرک بنوں بردسیۓ رسید نمبر ۵۱۵۲ — ۲۵/-
۷۔ سید بخشش علی جعفری تھر پارکر ، ، ۵۱۵۷ — ۳/-
۸۔ سید عباس حسین زیدی کراچی ، ، ۴۸۶۳ — ۵۰/-
۹۔ خلیفہ مقبول حسین ملتان ، ، ۳۸۷۳۵ — ۸/۴۰
۱۰۔ سید کرامت علی رضوی بستی مکران ، ، ۶۰۸۷ — ۵/-
۱۱۔ انیس الحسن جعفری کوہاٹ ، ، ۴۵۸۷ — ۵/-

کھال قربانی

۱۔ سید مقصود علی شاہ راولپنڈی رسید نمبر ۴۵۹ — ۱۰/-
۲۔ منشی محمد اسحاق لائل پور ، ، ۴۲۰۳ — ۵/-
۳۔ سید نعیم حیدر رضوی ملتان ، ، ۴۶۴۹ — ۶/-
۴۔ سید عامر حسین کوٹ ڈیجی ضلع خیرپور ، ، ۴۷۷۳ — ۷/-

مومنینِ پاکستان کیلئے مژدہ

مومنینِ پاکستان کو یہ معلوم کر کے خوشی ہوگی ، کہ مرکزِ حقوقِ شرعیہ (رجسٹرڈ) پاکستان کی کوششیں خداوندِ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بار آور ہوئیں۔ یتیم خانہ اور ٹیکنیکل اسکول کے لیے ساڑھے سولہ ہزار مربع گز زمین مل گئی۔ دو قسطیں تینتیس ہزار روپے دینے کے بعد ۱۷ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ کو اراضی پر قبضہ مل گیا۔ ابھی دو قسطیں اور تعمیر کا کام باقی ہے۔

مومنینِ پاکستان سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اپنے عطیات دفتر مرکزِ حقوقِ شرعیہ رجسٹرڈ پاکستان مارٹن روڈ کراچی یا براہِ راست مرکز کے اکاؤنٹ نمبر ۲۶۲۸۲ نیشنل اینڈ گرینڈلیز بنک ڈنڈاس اسٹریٹ صدر کراچی کو ارسال فرما کر ثوابِ دارین حاصل فرمائیں۔

(سید قمقام حسین جعفری ناظم نشر و اشاعت مرکزِ حقوقِ شرعیہ رجسٹرڈ پاکستان ۔ کراچی)

مجلسِ عزا

مورخہ ۱۶ ستمبر ۶۶ء بروز جمعہ بوقت آٹھ بجے شب امام باڑہ قدیم چونیاں ضلع لاہور میں ایک عظیم مجلسِ عزا ہو رہی ہے جس میں علاوہ دیگر علماء اور ذاکرین کے سید الذاکرین سید خادم حسین شاہ صاحب چک نمبر ۳۸ اور مولانا سید اظہار حسین صاحب مشہدی مبلغ امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ لاہور اپنے خیالات سے مستفید فرمائیں گے۔

(سید سجاد حسین زیدی چونیاں ضلع لاہور)

خبرِ غم

ہمارے محترم سید قنبر عباس صاحب جعفری مربی ۲۷ کے برادرِ عزیز سید ذاکر حسین ہیڈ کلرک محکمہ انہار بروز اتوار مورخہ ۲۴ ۸/۶۶ اچانک بعارضۂ قلب اس جہانِ فانی کو چھوڑ کر ملکِ عدم سدھار گئے۔ مرحوم نے ہمیشہ ملتِ جعفریہ کی بھلائی و بہبود میں بکمال صدقِ دل اعانت و امداد فرمائی اور ہر غریب کی آواز پر ہمیشہ لبیک کہا۔ ان کی اس بے وقت موت نے ان کے اعزا و اقربا و احباب کو یکبارگی تڑپا دیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ ائمہ معصومین میں جگہ عطا فرمائے ہم سید قنبر عباس صاحب ایس۔ ڈی او کینال (شیخوپورہ) کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ مومنین سے التماس ہے کہ مرحوم کے لیے سورۂ فاتحہ تلاوت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(ادارہ)

www.khwajalateefansari.com
RekhtaDownload.com

سید جواد حسین شاہ نقوی

سُن تو سہی ...

انوکھا مذاق۔

حضرت عثمان کی نرم مزاجی، سادگی، مرنجاں مرنج طبیعت کی وجہ سے لوگ ان کا مذاق بھی اڑا لیتے تھے۔ بعض اوقات بعض بااثر صحابہ بھی اس فعل میں شریک ہو جاتے تھے مثلاً ان کو مختلف طنزیہ خطابوں سے پکارا جاتا تھا۔ لمبی داڑھی کا مذاق اڑانے کے لیے نعثل کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ نعثل ایک مصری کا نام تھا جس کی داڑھی حضرت عثمان کی طرح بہت لمبی تھی۔

(تاریخ اسلام ص۱۵۹۔ پروفیسر ایم۔ آر۔ شیخ)

انتہائی خلوص۔

کوئی غیر جانبدار مورخ اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ حضرت عثمانؓ نے گورنروں کے تقرر میں اپنے خاندان والوں کو ترجیح دی۔ اس کی وجہ انھوں نے یہ بتائی کہ وہ ان کے لیے زیادہ قابلِ اعتماد ہیں۔ نیز صلۂ رحمی کے جذبات کا تقاضا بھی یہی ہے اگرچہ آپ نے یہ سب کچھ نہایت اخلاص سے کیا اور جب کبھی کسی اموی گورنر کے خلاف شکایات موصول ہوئیں تو اسے برطرف کر دیا۔ تاہم لوگوں میں اس معاملہ کے متعلق اضطراب موجود تھا صحابہ کرام میں سے بعض غیر مطمئن تھے۔

(تاریخ اسلام ص۱۶۰ پروفیسر ایم۔ آر۔ شیخ)

نئے قرآن کا وجود ...! عبداللہ بن مسعودؓ کا وظیفہ بند کرنے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عثمانؓ نے امتِ مسلمہ کو ایک قرآن پر متحد کیا لیکن عبداللہ اپنے مصحف ہی کو پڑھنے پر اصرار کرتے رہے اس وقت کے لوگ تو اس بات کو سمجھتے تھے کہ عبداللہ ابن مسعود نے اپنی پسند کے مطابق کتاب اللہ کو ترتیب دے رکھا ہے۔ اور اصل ترتیب وہی ہے جو حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں دی گئی تھی۔

(تاریخ اسلام ص۱۷۵ پروفیسر ایم۔ آر۔ شیخ)

رحماء بینھم ....!

طلحہ و زبیر خود حضرت علیؓ کے متعلق غلط فہمیاں رکھتے تھے۔ سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود کے باہمی تعلقات ٹھیک نہ تھے۔ غرضیکہ اتحاد کے فقدان کی وجہ سے سب لوگ ایک ٹیم کی طرح کام نہیں کر سکتے تھے۔

(تاریخ اسلام ص۱۸۲ پروفیسر ایم۔ آر۔ شیخ)

چوں کفر از کعبہ بر خیزد.....

بعض صحابہ کرام نے ذاتی اغراض کو امتِ مسلمہ کے مفادات پر ترجیح دینی شروع کی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مالِ غنیمت کی بہتات کی وجہ سے اخلاقی اور روحانی قوت نسبتاً کمزور ہو گئی تھی اور مادہ پرستی کی طرف رجحان بڑھ گیا تھا۔ چنانچہ عمرو بن العاص اور امیر معاویہ کے تمام اقدامات کی روح امتِ مسلمہ کی بہتری نہیں بلکہ ان کی ذاتی اغراض تھیں۔

(تاریخ اسلام ص۱۸۳ پروفیسر ایم۔ آر۔ شیخ)

میزان

"شیعۂ محمدؐ"

مؤلف:- سید حشمت حسین جعفری

ناشر:- مکتبہ افکارِ اسلامی گاڑی کھاتہ حیدرآباد سندھ

صفحات ۸۰۔ قیمت ایک روپیہ

حشمت حسین جعفری صاحب ایڈووکیٹ بہت منجھے ہوئے ادیب ہیں اور آپ کی اکثر کتابیں شائع ہوکر دادِ تحسین حاصل کرچکی ہیں۔ زیرِ نظر کتاب کا اصل موضوع اتحاد بین المسلمین ہے۔ موصوف نے اس کتاب میں یہ ثابت کیا ہے کہ مذہب شیعہ اسلام سے الگ کوئی مذہب نہیں ہے بلکہ قرآن و سنت کی رو سے ہر مسلمان اپنے کو شیعہ کہہ سکتا ہے۔ آپ نے اس کتاب میں غیر مستند احادیث پہ کڑی نکتہ چینی کی ہے اور ثابت کیا ہے یہ تمام حدیثیں وضعی ہیں جن کا مقصد صرف یہ تھا کہ فرقہ شیعہ کو بدنام کیا جائے۔ طبری ایسے مورخ کی باتیں بعض حضرات اس لیے تسلیم نہیں کرتے کہ وہ رافضی تھا حالانکہ عقائد کی کتب میں طبری کہیں سے شیعہ ثابت نہیں ہوتا۔ پاکستان میں کچھ ایسے حضرات ہیں جو مسلمانوں میں افتراق پیدا کرکے اپنا اُلّو سیدھا کرنا چاہتے ہیں۔ ان حضرات کے لیے یہ کتاب تازیانۂ عبرت ہے۔ ایڈووکیٹ صاحب نے جو طرزِ استدلال اختیار کیا ہے وہ جذباتی نہیں عقلی ہے اور ہم دعاگو ہیں کہ موصوف اس قسم کی اور کتابیں تصنیف فرمائیں تاکہ غلطیوں کا کچھ تو ازالہ ہو۔

(و۔ح)

"امام زین العابدینؑ کی سیاسی زندگی"

مرتبہ .... مولانا سید محمد باقر شمس لکھنوی

صفحات ۷۸

قیمت .... ایک روپیہ

ملنے کا پتہ .... دارالتصنیف ۲۰۔سی رضویہ کالونی کراچی

مولانا سید محمد باقر صاحب شمس لکھنوی شیعی دنیا میں محتاجِ تعارف نہیں۔ شیعیت کی فروغ و اشاعت کے لیے آپ جو کچھ کررہے ہیں اظہر من الشمس ہے۔ زیرِ تبصرہ رسالہ آپ کی تصنیف ہے جس میں چوتھے امام کی سیرت و سیاست کے متعلق تفصیل سے گفتگو کی گئی ہے۔ آپ نے یہ ثابت کیا ہے کہ ائمہ معصومین کی سیاست کا مقصد اسی نظامِ الٰہی اور قوانینِ قرآن مجید کو برقرار رکھنا تھا جس کے لیے خود رسولِ خداؐ مبعوث ہوئے تھے۔ ملوکانہ سیاست جس کا بانی ارسطو تھا اور جس کی تشریح بعد کے فلسفیوں نے کی ہے اسلامی نظامِ سیاست سے جداگانہ چیز ہے۔ یہ سیاستِ سجادیہ نے جسدِ اسلام کو حیاتِ جاودانی بخشی ورنہ کربلا کی جنگ کے بعد دشمنانِ اسلام نے یہی سمجھ لیا تھا کہ اب اسلام کا خاتمہ ہوگیا۔ کتاب سلیس اردو میں لکھی گئی ہے۔ اسی سلسلے میں امامیہ مشن کا سید الساجدین نمبر بھی قابلِ غور ہے جس میں کافی حد تک سیاستِ سجادیہ کے نقوش اجاگر کیے گئے ہیں۔

(و۔ح)

www.khwajalatifansari.com

امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ لاہور کی ایک نادر و نایاب پیش کش

قرآنِ مجید حمائل شریف

ترجمہ مولانا فرمان علی صاحب مرحوم و مغفور

شیعیت کی دنیا میں مولوی فرمان علی مرحوم و مغفور کا ترجمہ کیا ہوا قرآن مجید ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ لاہور نے اس گرانی کے دور میں ملی تقاضوں کے پیش نظر اس قرآنِ مجید کو ہر گھر میں مہیا کرنے کا خاطر خواہ انتظام کیا ہے۔ اس قرآن مجید کی نمایاں خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں :-

اس کا ہدیہ سولہ روپے پچاس پیسے سے گھٹا کر عوام کے لیے آٹھ روپے کر دیا گیا ہے۔

کلامِ مجید کا یہ نسخہ ایران میں طبع ہوا ہے

ولائتی کاغذ، بہترین کتابت، نایاب طباعت اور مستحکم جلد ہے۔

اس سے کم ہدیہ پر آج تک ایسا قرآنِ مجید شائع نہیں ہوا ہے۔

ممبروں کے لیے خصوصی رعایت کے ساتھ ہدیہ چھ روپے چالیس پیسے ہے۔ جلد آرڈر بک کرائیں تاکہ بعد میں مایوسی کا منہ نہ دیکھنا پڑے۔

رابطہ قائم کرنے کے لیے :-

مکتبہ امامیہ پاک نگر اکرم روڈ لاہور

مکتبہ امامیہ {امامیہ مشن پاکستان} کے چند جواہر پارے

...ن و اسلام

مصنفہ آیۃ اللہ آقا شیخ محمد حسین آلِ کاشف الغطاء
ترجمہ علامہ حسین بخش صاحب پرنسپل "جامع المنتظر" لاہور

یہ کتاب بیش بہا معلومات کا خزانہ اور قابلِ قدر علمی افکار کا ذخیرہ ... اثباتِ باری تعالیٰ اور توحید و عدل کے موضوعات اس میں ... بحث ہیں۔ یہ کتاب تمام طالبانِ دین کے لیے بلا تفریق مذہب و ملت ... ید ہے اور اس کا مطالعہ طالبِ حق کے لیے ضروری ہے۔

... سائز۔ سفید گلیزنا فلی کاغذ، مجلّد قیمت سوا تین روپے

...ن حق

مصنفہ آقا عبد الحسین شرف الدین الموسوی
العاملی طاب ثراہ
ترجمہ مولانا محمد باقر صاحب نقوی مولوی فاضل صدر الافاضل

یہ خطوط کا مجموعہ "دینِ حق" لبنان کے ایک عظیم المرتبت ... علم کی شہرۂ آفاق تصنیف "المراجعات" کا ترجمہ ہے۔ آقا ... الحسین صاحب قبلہ فاضل عراق و عرب کے شیعہ علماء میں ... جلیل القدر شخصیت کے بزرگ ہیں۔ آپ ایک علمی دورہ پر ... تشریف لے گئے۔ وہاں کے مشہور عالمِ اہلسنت شیخ ... سلیم البشری شیخ الجامعہ الازہر سے شیعہ سنی اختلافات پر باتیں ... ہیں اور بعد میں عرصہ تک خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہا ... دو مکتبِ فکر کے علماء نے جس متانت اور سنجیدگی سے ... ایک دوسرے کے جوابات پیش کیے ہیں جو محققین کے لیے ... بیش بہا خزانہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اہلِ علم کے لیے بے نظیر ... تحفہ ہے۔ سفید کاغذ، بڑا سائز، مجلد قیمت ساڑھے چار روپے۔

ترغیب الصلوٰۃ

مولانا سید ولی حیدر صاحب امروہوی کا رسالہ "نماز" امامیہ مشن نے ترغیب الصلوٰۃ کے نام سے شائع کیا ہے جس میں نماز کے تمام مسائل بڑی تفصیل سے پیش کیے گئے ہیں اس کے ساتھ دیگر اعمال اور مسائل بھی پیش کیے گئے ہیں۔ کتاب پر مولانا سید قائم علی صاحب قاتی نے نظرِ ثانی فرمائی ہے جس سے اسکی قدر و قیمت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے قیمت ۵۰ پیسے

رہنمائے حجاج

حجۃ الاسلام اعلم دوراں جناب آیۃ اللہ سرکار آقائے سید محسن حکیم مدظلہ کے فتاویٰ کے مطابق مولانا سید منظور حسین صاحب نقوی نے یہ کتاب تالیف کی ہے اور امامیہ مشن پاکستان نے اسے بڑے اہتمام سے پاکٹ سائز پر شائع کیا ہے۔ حج کے موضوع پر یہ کتاب اپنی نظیر آپ ہے جو حضرات نعمتِ حج سے متمتع ہونا چاہتے ہیں ان کے لیے یہ کتاب بیحد مفید ہے قیمت ۱.۶۵ روپیہ

اسوۂ حسینی

سرکار سید العلماء علامہ سید علی نقی النقوی صاحب قبلہ مجتہد العصر مدظلہ کی تصنیف جس میں اسوۂ حسینی کے ہمہ گیر پہلوؤں پر سیر حاصل تبصرہ فرمایا ہے۔ تحریر کیف آور نہایت دقیع پیشکش ایسی کتابیں ان لوگوں کے زیرِ مطالعہ ہونی چاہئیں جنھیں واقعات کا بالکل علم نہ ہو۔ اور وہ صدیوں سے گمراہ کیے گئے ہوں۔ اسوۂ حسینی ایسے لوگوں کو چشمِ بصیرت کے لیے سرمہ کا کام دیگی۔ ضخامت ۱۴۴ صفحات گرد پوش سہ رنگا مضبوط جلد قیمت سوا دو روپے۔

رہنمایانِ اسلام

چہاردہ معصومین علیہم السلام کے مختصر حالاتِ زندگی۔ خوبصورت گرد پوش مضبوط جلد ضخامت ۲۴۴ صفحات۔ مجلد قیمت دو روپے صرف

حمائل شریف مولانا فرمان علی ایران میں طبع شدہ ولایتی کاغذ بہترین طباعت اور مستحکم جلد - ہدیہ آٹھ روپے

خلافت و امامت مسئلہ خلافت و امامت پر اہلسنت اور شیعہ علماء کے خیالات کا مجموعہ ۷۰۰ صفحات پر مشتمل بہترین کتابت اور عمدہ طباعت

قیمت مجلد دس روپے

تاریخ حسن مجتبیٰؑ حضرت امام حسنؑ کی حیات طیبہ و اقوال حکیمانہ، عبادات و خطبات مجلد ۶۸۳ صفحات، قیمت آٹھ روپے

اعجاز التنزیل عیسائیت کا مکمل جواب، قرآن اور حدیث سے مستند حوالے۔ قسم اول ۶/۳۰ روپے قسم دوم ۴/۵۰ روپے - خوبصورت گرد پوش

الغفاری مصنفہ سید نجم الحسن صاحب کراروی۔ صحابی رسول اکرمؐ حضرت ابوذر غفاری کی حیات مقدس کا نادر مرقع - ۲۰۴ صفحات - قیمت مجلد ۵/۵۰ روپے

فتح مبین ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی کی نادر پیشکش۔ محمدؐ و آل محمدؐ کی صحیح فتح - خوبصورت و رنگین ٹائیٹل مضبوط جلد قیمت ۴ روپے

صحیفہ کاملہ حضرت امام زین العابدین کی ادعیہ کا ترجمہ مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر ضخامت ۵۳۴ صفحات جلد مضبوط سنہری ڈائیدار سائز ۲۰×۳۰/۸ قیمت دس روپے

متعہ اور اسلام سرکار سید العلماء کی تصنیف - اس میں نکاح متعہ کے معنی علماء شیعہ کی نظر میں، فلسفۂ ازدواج، جواز و عدم جواز کا معیار قرآنی دلائل و حدیث سے ثبوت ۲۷۲ صفحات، گرد پوش، طباعت اعلیٰ قیمت تین روپے صرف۔

المرتضیٰ کلاں ۳۴۵ صفحات پر مشتمل سید علی جعفری ایم اے کی گرانقدر تصنیف - باب اول میں حضرت علیؑ کی شخصیت خداوند عالم کی نظر میں، باب دوم میں حضرت امیرؑ کی شخصیت رسول عالمؐ کی نظر میں، باب سوم میں حضرت امیر کی شخصیت خود اپنی زبانی اور باب چہارم میں حضرت امیرؑ کی شخصیت اصحاب و ازواج رسولؐ کی نظر میں قیمت صرف تین روپے ۸۲ پیسے۔

فکر انیس عاشقان امام مظلوم کے لیے یہ کتاب ایک حسین تحفہ ہے - میر انیس کے مراثی کا ایک حسین انتخاب جس میں امام حسینؑ کی مدینہ سے روانگی سے لیکر شہادت تک کے تمام واقعات شامل ہیں - ضخامت ۲۲۴ صفحات

قیمت صرف تین روپے

الشہید ۲۲۶ صفحات پر مشتمل سید علی جعفری ایم-اے کی گرانقدر تصنیف، پہلے حصہ میں امام حسینؑ کی شخصیت خداوند عالم کی نظر میں، رسول اکرمؐ، آل رسولؐ، اصحاب و ازواج رسولؐ اور مخلوقات عالم کی نظر میں، دوسرے حصے میں قاتلان امام مظلوم کی حقیقت اور ان کا انجام پیش کیا گیا ہے - قیمت صرف ۳ روپے ۶۲ پیسے

ہر قسم کی مذہبی کتب خریدنے کیلئے رابطہ قائم کرنیکا پتہ:-

مکتبۂ امامیہ پاک نگر اکرم روڈ لاہور

شیخ محمد انور پرنٹر پبلشر نے تعلیمی پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ "پیام عمل" لاہور، پاک نگر اکرم روڈ لاہور سے شائع کیا۔

اجازہ سہمِ امام

از سرکار آیت اللہ العظمٰی آقائے محسن حکیم طباطبائی مدظلہ العالی مجتہد اعظم نجف اشرف (عراق)

امامیہ مشن پاکستان لاہور کی اعانت خمس سہمِ امام سے بھی کی جا سکتی ہے

بسم الله الرحمن الرحیم والحمد لله

جناب مستطاب مروج الاسلام آقای سید ابرار حسین شیرازی
مدیر مجله پیام عمل امامیه مشن پاکستان لاهور

[illegible] جنابعالی مجازید [illegible]
پاکستانی از سهم مبارک امام علیه السلام [illegible]
[illegible] و رسید [illegible] کرده [illegible]
[illegible] رسانید و این مبلغ را [illegible] ترویج شرع مقدس و
[illegible] و [illegible] و کتب تبلیغی [illegible]
[illegible] موفقیات و تأییدات [illegible]
[illegible] امامیه مشن را خواستاریم [illegible]
[illegible] در این عصر حاضر [illegible] لازم [illegible]
[illegible] حضرت ولی عصر ارواحنا فداه
[illegible] نظر خود [illegible] والسلام علیکم
ورحمة الله وبرکاته

محسن الطباطبائی الحکیم

۱۳۹۱
۲ ۱۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ والحمد للہ

جناب مستطاب مروج الاسلام آقائے سید ابرار حسین شیرازی مدیر مجلہ پیام عمل امامیہ مشن پاکستان لاہور۔

سلام مسنون کے بعد ۔ آپ مبلغ ایک لاکھ روپے پاکستانی بابت سہم امام علیہ السلام بتدریج تحصیل کرنے کے مجاز ہیں۔ اور اس کی رسید ہم سے حاصل کر کے صاحبان رقوم تک پہنچا دیں۔ اور اس رقم کو آپ شرع مقدس اور مذہب حقہ شیعہ کی ترویج مبلغین اور تبلیغی کتب پر صرف کریں۔ ہم خداوند متعال سے امامیہ مشن پاکستان کے شرعی مقاصد کے انجام دینے کے لئے توفیقات و تائیدات الٰہیہ کے خواستگار ہیں کیونکہ دور حاضر میں دین حق کی ترویج [illegible] بلکہ واجبات میں بہت اہم و ضروری ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ حضرت ولی عصر ارواحنا لہ الفداء اپنی نظر عاطفت سے اس ادارے کی امداد فرمائیں گے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دستخط و مہر مبارک محسن الحکیم الطباطبائی

۱۸ رجادی الثانی ۱۳۹۱ھ

ترسیل زر کا پتہ

(رجسٹرڈ)

امامیہ مشن پاکستان لاہور

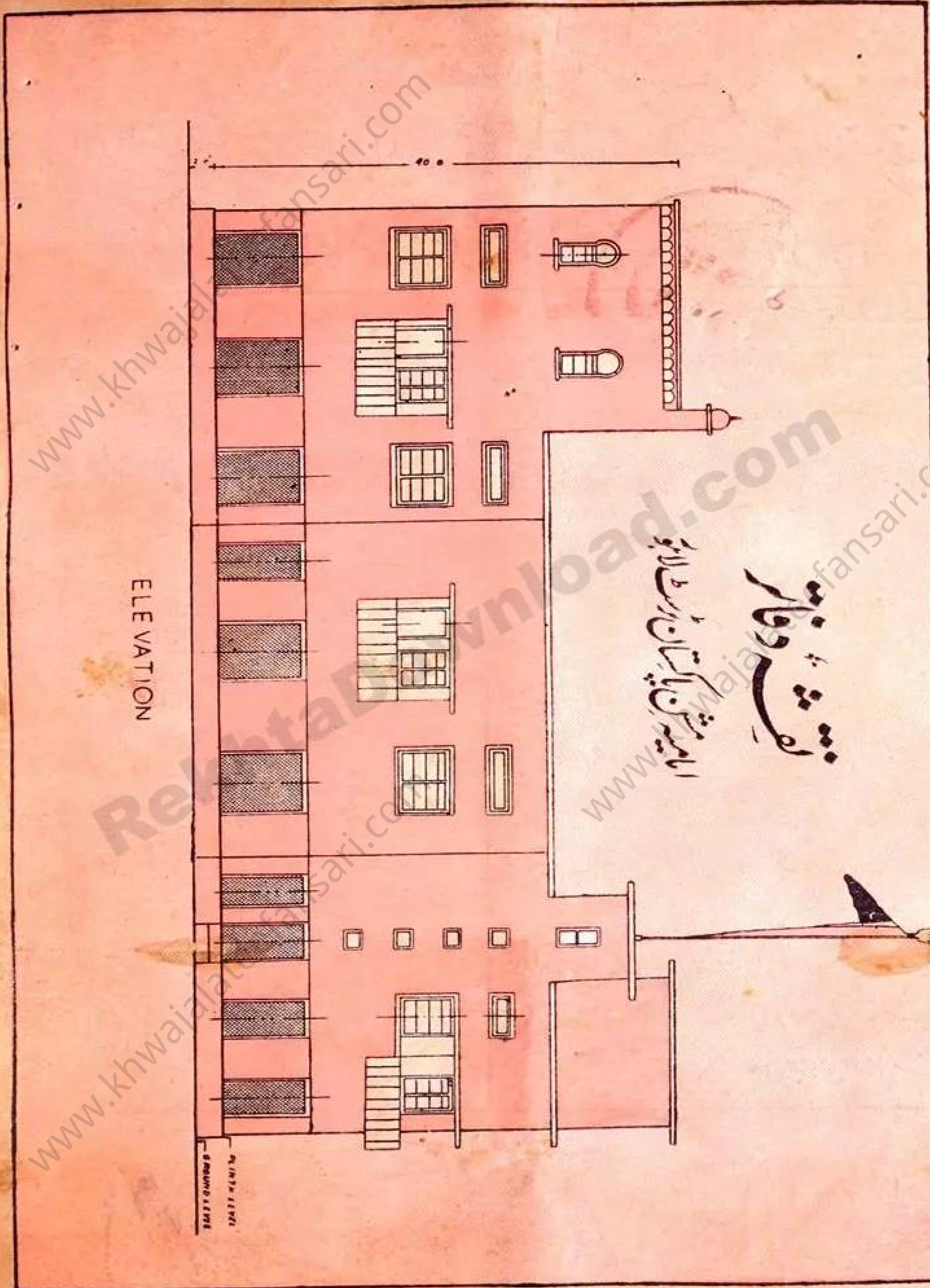
نقشہ دفاتر
ELEVATION